بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 49 — شمارہ 52

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر: منیر احمد خادم

نائبین: قریشی محمد فضل اللہ، منصور احمد

شرح چندہ: سالانہ 200 روپے۔ بیرونی ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک 20 پونڈ یا 40 ڈالر امریکن۔ بذریعہ بحری ڈاک 10 پونڈ

یکم شوال 1421 ہجری 28 فتح 1379 ہش 28 دسمبر 2000ء

Postal Reg. No: PB/1023/2000

1504
Mr.Er.M.Salam Sb
Manager
Chief Project Official Complex
R.E.C.Project Commerical
Padam Dev The Ridge
Phase -II The (H.P)
SHIMLA-171001

اخبار احمدیہ

قادیان 23 دسمبر (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے سے بہتر ہے الحمدللہ۔

کل حضور نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور لیلۃ القدر کی برکات پر مختصر تشریح بیان فرمائی۔

پیارے آقا کی صحت وسلامتی کامل شفایابی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب دعائیں کرتے رہیں۔

اللھم اید امامنا بروح القدس وبارك لنا فی عمرہ و امرہ

رمضان کے آخری خطبہ جمعہ میں حضور انور کی جانب سے عالمگیر جماعت احمدیہ کو قرآنی دعا کا عظیم الشان تحفہ

احادیث مبارکہ وآیات قرآنیہ کے حوالہ سے لیلۃ القدر کے تعلق میں حضور پرنور کا ایمان افروز خطبہ جمعہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 22.12.2000

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور پرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مندرجہ ذیل سورۃ ''القدر'' کی تلاوت فرمائی۔

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ۔ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ۔ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ۔ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ۔ سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ۔

تلاوت کے بعد حضور پرنور نے فرمایا کہ یہ رمضان المبارک کا آخری عشرہ ہے اور اسی عشرہ میں لیلۃ القدر کی رات بھی آیا کرتی ہے اور یہ رات جسے نصیب ہو جائے تو اس کی ساری زندگی کی راتوں سے بہتر ہے حضور نے فرمایا بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ضروری ہے کہ کوئی خواب آئے اور خوابیں مجھے لکھتے رہتے ہیں حضور نے فرمایا لیلۃ القدر کی رات خواب آنا ضروری نہیں ہے بلکہ روح القدس کا نزول ہوتا ہے اور دل کی کایہ پلٹ جاتی ہے اور پھر ہمیشہ نیکیوں کی توفیق ملتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اسی مناسبت سے آج میں بعض روایات اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات سے کچھ پیش کروں گا اس کے بعد حضور نے پہلے سورۃ القدر کا سادہ ترجمہ پیش فرمایا کہ۔

یقیناً ہم نے اسے قدر کی رات میں اُتارا ہے یعنی قرآن کریم کو اور تجھے کیا علم ہے کہ قدر کی رات کیا ہے قدر کی رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے بکثرت اس میں نازل ہوتے ہیں فرشتے اور روح القدس اپنے رب کے حکم سے ہر معاملہ میں سلام ہے یہ سلسلہ طلوع فجر تک جاری رہتا ہے۔

اس کے بعد حضور پرنور نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث بیان فرمائی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کبائر سے بچنے کیلئے پانچ نمازیں، ایک جمعہ اگلی جمعہ تک اور ایک رمضان اگلے رمضان تک کفارہ ہوتا ہے۔ حضور پرنور نے مختصراً اس حدیث کی وضاحت بیان فرمائی کہ اس حدیث سے تو پتہ چلتا ہے کہ نیکیاں سارا سال چلنی چاہئیں پس جو لوگ سمجھتے ہیں کہ صرف جمعۃ الوداع کے دن حاضر ہو جانے سے خواہ سارا سال نماز نہ پڑھیں ان کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں درست نہیں۔

دوسری حدیث حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی حضور پرنور نے بیان فرمائی آپ فرماتی ہیں کہ آخری عشرہ میں آنحضرت ﷺ عبادت میں اتنی کوشش فرماتے تھے جو اس کے علاوہ دیکھنے میں نہ آتی تھی حضور پرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یہ کوشش دو طرح سے تھی ایک تو لیلۃ القدر کی خاطر آنحضرت ﷺ اپنی نمازوں میں بہت زیادہ احسان کا سلوک کرتے تھے احسان کی وضاحت حضور نے بیان فرمائی کہ اس طرح نماز پڑھتے تھے کہ گویا اللہ جل شانہ کو اپنے سامنے دیکھ رہے ہوں اور دوسرے یہ کہ کثرت سے صدقات عطا فرماتے تھے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہ حوالہ سے حضور پرنور نے فرمایا کہ عام دنوں میں بھی رسول اللہ بیحد خیرات کرنے والے تھے مگر رمضان مبارک میں تو ایسا معلوم ہوتا کہ جیسے جھکڑ چل گیا ہو۔ بے انتہا خیرات فرمایا کرتے تھے۔

ایک اور حدیث حضور پرنور نے بیان فرمائی کہ رسول اللہ ﷺ آخری عشرہ میں داخل ہوتے تو کمر ہمت کس لیتے اپنی راتوں کو زندہ کرتے اور گھر والوں کو بیدار کرتے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اگر مجھ کو معلوم ہو جائے کہ کون سی رات لیلۃ القدر ہے تو میں اس میں کیا دعا مانگوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یوں دعا کرنا۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ کہ اے اللہ تو بخشنے والا ہے بخشش کو پسند کرتا ہے پس مجھے بخش دے میرے گناہ معاف فرما دے اس کے بعد حضور پرنور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا درج ذیل اقتباس پیش فرمایا۔ حضور فرماتے ہیں۔

''اگرچہ مسلمانوں کے ظاہری عقیدہ کے موافق لیلۃ القدر ایک متبرک رات کا نام ہے مگر جس حقیقت پر خدا تعالیٰ نے مجھے مطلع کیا ہے وہ یہ ہے کہ علاوہ ان معنوں کے جو مُسَلَّمُ القوم ہیں لیلۃ القدر وہ زمانہ بھی ہے جب دنیا میں ظلمت پھیل جاتی ہے اور ہر طرف تاریکی ہی تاریکی ہوتی ہے تو وہ تاریکی بالطبع تقاضا کرتی ہے کہ آسمان سے کوئی نور نازل ہو تو خدا تعالیٰ اس وقت اپنے نورانی ملائکہ اور روح القدس کو زمین پر نازل کرتا ہے اسی طور کے نزول کے ساتھ جو فرشتوں کی شان کے ساتھ مناسب حال ہے تب روح القدس اس مجدد اور مصلح سے تعلق پکڑ لیتا ہے ...... اور فرشتے ان تمام لوگوں کو پکڑتے ہیں جو سعید اور رشید اور مستعد ہیں اور ان کو نیکی کی طرف کھینچتے ہیں اور نیک توفیقیں ان کے سامنے رکھتے ہیں تب دنیا میں سلامتی اور سعادت کی راہیں پھیلتی ہیں اور ایسا ہی ہوتا رہتا ہے جب تک دین اپنے کمال کو پہنچ جائے جو اس کیلئے مقدر کیا گیا ہے۔''

اور اس کے بعد حضور پرنور نے فرمایا کہ یہ جو آخری عشرہ لیلۃ القدر دکھانے کا عشرہ ہے اس میں میں قرآن مجید کی ایک خوش خبری کی طرف توجہ دلاتا ہوں جس کو میں نے اپنے اوپر لازم کر رکھا ہے اور ہمیشہ قرآن کی اس آیت کی زبان میں نہ صرف اپنے لئے بلکہ اولاد در اولاد در اولاد کیلئے مسلسل دعائیں کرتا ہوں فرمایا آپ بھی اس دعا کو اپنائیں اور میرے لئے بھی یہ دعا کریں۔ حضور پرنور نے فرمایا لیلۃ القدر کے آخری دنوں میں جو تحفہ میں آپ کو پیش کرنا چاہتا ہوں وہ قرآن مجید کی یہ دعا ہے۔

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ۔ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً۔ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ۔ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ۔

کہ اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف لوٹ آ جس سے اللہ راضی ہوا اور جو اللہ سے راضی ہوا میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

حضور پرنور نے فرمایا کہ یہ نیک بندوں کیلئے خوش خبری ہے کہ ان کی روح آخر پر جب نکلے گی تو اللہ تعالیٰ یہ خطاب فرما رہا ہوگا۔ حضور پرنور نے فرمایا کہ پس اگر کوئی بچہ پہلے فوت ہو جائے بیوی یا خاوند جو بھی ہو یہ دعا ضرور کرنی چاہئے اور یہی میرا آج کا آپ کیلئے تحفہ ہے۔ اس کے بعد حضور پرنور نے مذکورہ آیات کی مختصر وضاحت کے بعد خطبہ کا اختتام فرمایا۔

☆☆☆

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

اسلامی دہشت گردی۔ اصل حقیقت کیا ہے؟

قسط:۴

(تسلسل کیلئے دیکھیں شمارہ نمبر 42۔۔19 اکتوبر 2000ء)

جلسہ سالانہ سے قبل ہم نے ''اسلامی دہشت گردی'' اصل حقیقت کیا ہے؟ کے عنوان کے تحت مضامین کا ایک سلسلہ شروع کیا تھا جس کی تین اقساط شائع ہو چکی تھیں جلسہ سالانہ کی مصروفیات کے باعث یہ سلسلہ چھوڑنا پڑا لیکن اب پھر ہم اسے شروع کر رہے ہیں۔

گزشتہ شماروں میں شائع شدہ مضامین میں ہم نے اقوام متحدہ میں 27 اگست تا 29 اگست کو منعقد ہونے والی امن کانفرنس کے حوالے سے بات شروع کرتے ہوئے بتایا تھا کہ اس وقت اگرچہ دنیا میں ہر طرف مذہب کے نام پر دھرم یدھ Holy War اور جہاد کے نعرے لگ رہے ہیں جس کی بنیاد دراصل اسرائیل کے وجود سے پڑی تھی لیکن مخالفین اسلام کا زیادہ زور اس بات کو ثابت کرنے پر ہے کہ اسلام اپنے پیروکاروں کو جہاد کے نام پر دہشت گردی کی تعلیم دیتا ہے۔

اس تسلسل میں ہم نے مسلمانوں کے ابتدائی دور کی مظلومانہ حالت اور جان بچانے اور مذاہب کی آزادی کو سلامت رکھنے کیلئے اُنہیں مجبوراً جو مدافعانہ جنگیں لڑنی پڑیں اور جن آداب کے تحت وہ جنگیں لڑی گئیں کا تفصیلی نقشہ قسط ۲ میں پیش کیا تھا اور تیسری قسط میں ہم نے عرض کیا تھا کہ قرآن بزور شمشیر اسلام پھیلانے کے جھوٹے الزامات لگانے والوں کی قرآن مجید کے مقابل پر اپنی حالت کیا ہے۔

گزشتہ دنوں ہمیں مشہور کالم نویس ارون شوری جو بھاجپا حکومت میں وزارت کے عہدہ پر بھی فائز ہیں کی کتاب "The World of Fatwas" کے سرسری مطالعہ کا موقع ملا اس میں شوری صاحب نے قرآن مجید کی بعض آیات کو سیاق و سباق سے ہٹا کر قرآن مجید پر قتل و غارت اور لوٹ مار اور جبر و اکراہ کا الزام لگایا ہے اور قرآنی شریعت کی ہر طرح توہین و تذلیل کی کوشش کی ہے حالانکہ اگر وہ وید مقدس اور منوسمرتی کو پہلے پڑھ لیتے تو ہرگز اس قسم کی الزام تراشی کی جرأت نہ کرپاتے اور بریلویوں کے فتاوٰی رضویہ یا دیوبند کے فتاوٰی سے قرآن کو سجانے سے قبل چاہئے تو یہ تھا کہ وہ وید کو منوسمرتی کے ذریعہ سجاتے اور اگر قرآن مجید کو سمجھنے کا انہیں شوق ہے تو چاہئے کہ وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کی تحریرات کے ذریعہ قرآن کو سمجھنے کی کوشش کریں پھر وہ قرآن کی روشنی اور اس کی آنکھوں کو خیرہ کر دینے والی چمک دمک سے حیران رہ جائیں گے پس اسی بنا پر ہم نے چاہا کہ ایسے مخالفین کو اُن کا اپنا چہرہ بھی دکھا دیا جائے۔

قبل اس کے کہ ہم اپنے اس مضمون کو آگے بڑھائیں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ غیر مسلموں کے متعلق قرآن مجید نے جو مذہبی رواداری کی تعلیم دی ہے اور جس کا حسین نمونہ آنحضرت ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں دکھایا ہے اس کی کچھ جھلک یہاں پیش کی جائے۔

قرآن مجید نے جہاں دین کے معاملہ میں جبر و اکراہ اور زور زبردستی کرنے والوں کے خلاف جنگ کرنے کی تعلیم دی ہے اور دوسرے مذاہب کو بھی ظلم و ستم سے بچانے کا حکم دیا ہے۔ وہیں اُن لوگوں سے جو مسلمانوں کے ساتھ امن و اطمینان اور آرام کے ساتھ رہتے ہیں ہمدردی و رواداری کرنے کی تعلیم دی ہے قرآن مجید نے جہاں مذہبی آزادی کی خاطر بہت سی پابندیوں کے ساتھ دفاعی جنگ کی تعلیم دی ہے وہیں عام پبلک کے متعلق بلا لحاظ مذہب و ملت ارشاد ہے کہ:۔

لَا يَنْهٰكُمُ اللہ عن الذين لم يقاتلوكم فى الدين ولم يخرجوكم من دياركم ان تبروهم وتقسطوا اليهم ان الله يحب المقسطينo انما ينهكم الله عن الذين قاتلوكم فى الدين واخرجوكم من دياركم وظاهروا على اخراجكم ان تولوهم ومن يتولهم فاولٰئك هم الظلمون O (ممتحنہ (۹۔۱۰)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ تم کو ان لوگوں سے جو دین کے معاملہ میں تم سے نہیں لڑتے اور جبراً تمہارا دین تم سے نہیں چھڑاتے اور تم کو تمہارے گھروں سے نہیں نکالتے نیکی کرنے اور انصاف کرنے سے نہیں روکتا اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ تو صرف تم کو اُن لوگوں سے منع کرتا ہے جو دین کے معاملہ میں تم سے لڑتے ہیں اور تم کو تمہارے گھروں سے نکالتے ہیں اور تمہارے نکالے جانے میں اعانت کرتے ہیں کہ تم ایسے لوگوں سے موالات نہ کرو (دوستی نہ رکھو) اور جو کوئی ایسے لوگوں سے دوستی رکھیں گے تو ایسے لوگ ظالموں میں سے سمجھے جائیں گے۔

سرور کائنات حضرت محمد عربی ﷺ جو تمام جہانوں کیلئے نبی بنا کر بھیجے گئے تھے اور جنہیں اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین قرار دیا ہے آپ بلا لحاظ مذہب و ملت تمام مخلوق کو اللہ کا کنبہ قرار دیتے ہیں آپ کا فرمان ہے۔

الخلق عيال الله فاحب الخلق الى الله من احسن الى عياله

(بيهقى فى شعب الايمان مشكوٰة باب الشفقة والرحمة علىٰ الخلق صفحہ ۴۲۵)

فرمایا تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کی عیال ہیں پس اللہ کو اپنی مخلوقات میں سے وہ شخص بہت پسند ہے جو اس کی عیال کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے۔

اسی طرح بلا لحاظ مذہب و ملت تمام اہل ارض پر رحم کرنے کی تعلیم دیتے ہوئے آپؐ فرماتے ہیں:۔

الراحمون يرحمهم الرحمن ارحموا اهل الارض يرحمكم مَن فى السماء''

(ابوداؤد کتاب الادب)

یعنی رحم کرنے والوں پر رحمٰن خدا رحم کرے گا تم اہل زمین پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ اسلام کی عالمگیر مساوات کی تعلیم دیتے ہوئے آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں:۔

''يايها الناس الاان ربكم واحد وان اباكم واحد الالافضل لعربى علىٰ عجمى ولا لعجمى على عربى ولا لاحمر علىٰ اسود ولا لاسود على احمر الا بالتقوىٰ (مسند احمد صفحہ ۲۳۰)

فرمایا۔ لوگو! تمہارا خدا ایک ہے اور تمہارا باپ ایک ہے یاد رکھو کسی عربی کو کسی غیر عربی اور کسی غیر عربی کو کسی عربی پر کوئی فضیلت نہیں اور کسی سرخ و سفید رنگ والے کو کسی سیاہ رنگ والے پر اور کسی سیاہ رنگ والے کو کسی سرخ و سفید رنگ والے پر کسی طرح کی کوئی فضیلت نہیں ہاں تقوٰی اور صلاحیت وجہ ترجیح و فضیلت ہے''۔

یہ تو وہ تعلیم پیش کی گئی ہے جو عام مخلوق کے متعلق ہے خواہ وہ مسلمان ہوں یا کسی بھی مذہب سے ان کا تعلق ہو اب ہم ذیل میں اُن لوگوں کے متعلق اسلام کی تعلیم پیش کرتے ہیں جو اسلام کے دشمن کہلاتے ہیں اور اسلام و مسلمانوں کی دشمنی کو اپنی مرغوب غذا سمجھتے ہیں ایسے لوگوں کے متعلق بھی قرآن کی تعلیم ہے کہ ہمیشہ ان کے ساتھ بھی انصاف کا سلوک کرو فرمایا:۔

يايها الذين امنوا كونوا قوامين لله شهداء بالقسط ولا يجرمنكم شنان قوم علىٰ ان لاتعدلوا اعدلوا هواقرب للتقوى واتقوا الله ان الله خبير بما تعملون۔ (مائدہ:۹)

یعنی اے مومنو! اللہ کیلئے دنیا میں عدل و انصاف کو قائم کرو اور چاہئے کہ تم کو کسی قوم کی دشمنی اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف سے پیش نہ آؤ بلکہ تم کو چاہئے کہ دشمن کے ساتھ بھی عدل و انصاف کا معاملہ کرو انصاف کرو انصاف تقویٰ کے زیادہ قریب ہے پس تم متقی بنو اور یاد رکھو کہ اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

رسول مقبول ﷺ نے جس روز سے دعویٰ نبوت فرمایا آپ اپنے جانی دشمنوں سے سابقہ رہا جنہوں نے آپ کو اور آپ کے ماننے والوں کو طرح طرح کے مظالم کا نشانہ بنایا تھا۔ مکہ کے صحراء کی تپتی ریت کا ذرہ ذرہ آج بھی یہ گواہی دے سکتا ہے کہ کس طرح سنگدل دشمنوں نے حضرت بلالؓ اور ان جیسے بہت سے غریب صحابہ کو دہکتی ریت پر رسیوں سے گھسیٹا تھا آج بھی حرم کی وہ مسجد اس بات کی گواہ ہے کہ کس طرح ابو جہل اور اس کے ساتھیوں نے آنحضرت ﷺ کی پشت مبارک پر مرے ہوئے اونٹ کی گندی اور بھاری بھرکم اوجھڑی رکھ دی تھی اور کس طرح وہ بیت اللہ شریف کے صحن میں کھڑے ہو کر ہنستے اور ناچتے تھے جانتے ہو آنحضرت ﷺ کا قصور اس وقت کیا تھا آپ کا قصور صرف اور صرف یہ تھا کہ آپ مسجد حرام میں خدائے دو جہان کے سامنے سجدہ ریز ہو کر اس کی مخلوق کی بھلائی کیلئے آنسو بہا رہے تھے مکہ کی وہ گلیاں گواہ ہیں جہاں آپ کے مبارک گلے کو گھونٹ دیا گیا تھا۔ طائف کی وہ سڑکیں گواہ ہیں جہاں طائف کے بدمعاشوں نے آپ کے تمام جسم کو لہولہان کر دیا تھا جی ہاں اُحد کی وہ پہاڑیاں گواہ ہیں جہاں آپ کے دندان مبارک شہید ہو گئے تھے اور جہاں آپ ایک گڑھے میں سخت زخمی حالت میں گر گئے تھے اور مدینہ کے ارد گرد کھودی جانے والی وہ خندق بھی دشمنانِ اسلام کے مظالم کی گواہ ہے جو یہ چاہتے تھے کہ چاروں طرف سے آپ کا اور آپ کے صحابہ کا محاصرہ کر کے زندگی کی بنیادی ضرورتوں سے بھی آپ کو محروم کر دیا جائے۔ لیکن جانتے ہیں جب مکہ فتح ہوا اور یہ تمام دشمن آپ کے قدموں میں ڈال دیئے گئے تو آپ نے ان دشمنان سے انصاف کا سلوک نہیں بلکہ احسان کا سلوک فرمایا تھا انصاف کا سلوک تو یہ تھا کہ ان تمام دشمنان کو اُن مظالم کی پاداش میں وہی سزائیں اور اذیتیں دی جاتیں جو وہ آپ کو اور آپ کے صحابہ کو دے چکے تھے لیکن آپ نے انصاف سے بڑھ کر احسان کا سلوک فرماتے ہوئے سب کو بیک زبان یہ کہتے ہوئے معاف فرما دیا کہ جاؤ آج کے دن تم لوگوں سے کسی قسم کا بدلہ لینا تو درکنار میں تم سے ڈانٹ ڈپٹ بھی نہیں کرتا۔

آپ کے اس مشفقانہ سلوک کو دیکھتے ہوئے وہ دشمنان جو مکہ چھوڑ کر بھاگ گئے تھے انہیں بھاگ کر کسی اور زمین میں پناہ نہیں لینی پڑی وہ سب کے سب مکہ واپس آ گئے اور بحالت کفر ہی نہایت امن

(12) پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا

تم ماتحتوں پر اور اپنی بیویوں پر اور اپنے غریب بھائیوں پر رحم کرو تاآسمان پر تم پر بھی رحم ہو

جو شخص اپنی اہلیہ اور اس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے

قرآن مجید ، احادیث نبویہ اور ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے صلہ رحمی سے متعلق اہم نصائح

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۱۸ر فروری ۲۰۰۰ء بمطابق ۱۸ر تبلیغ ۱۳۷۹ھجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿ اَلَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِاللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ. وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَاللّٰهُ بِهٖ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ. وَالَّذِيْنَ صَبَرُوْا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوْا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُ وْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ . اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ﴾ (سورة الرعد آیات ۲۱ تا ۲۳)

ان کا سادہ ترجمہ یہ ہے! (یعنی) وہ لوگ جو اللہ کے (ساتھ کئے ہوئے) عہد کو پورا کرتے ہیں اور میثاق کو نہیں توڑتے۔ اور وہ لوگ جو اُسے جوڑتے ہیں جسے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا اور اپنے ربّ سے ڈرتے ہیں اور برے حساب سے خوف کھاتے ہیں۔ اور وہ لوگ جنہوں نے اپنے ربّ کی رضا کی خاطر صبر کیا اور نماز کو قائم کیا اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا اس میں سے چھپا کر بھی اور علانیہ بھی خرچ کیا اور جو نیکیوں کے ذریعہ برائیوں کو دور کرتے رہتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے گھر کا (بہترین) انجام ہے۔

اس آیت کریمہ کی تشریح میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بہت سی احادیث ملتی ہیں جو میں اب آپ کے سامنے پیش کروں گا مگر یاد رکھیں کہ صلہ رحمی کے متعلق آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی جو احادیث ہیں وہ مختلف پہلوؤں سے ہیں کچھ فلسفیانہ لحاظ سے یعنی عارفانہ لحاظ سے، رحمٰن کے معنوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ کچھ کہنے والے کے حالات کو چونکہ آپ جانتے تھے اس کے مطابق جواب دیا گیا ہے۔ بہرحال یہ ساری باتیں اپنے اپنے وقت پر حدیثوں کے پڑھنے کے ساتھ ظاہر ہوتی چلی جائیں گی۔

سب سے پہلی حدیث سنن ابی داؤد کتاب الزکوۃ سے لی گئی ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میں "رحمٰن" ہوں اور یہ "رحم" (رشتہ داری) ہے۔ مطلب یہ ہے کہ میں رحمان ہوں اور رحمٰن کا لفظ رحم سے نکلا ہے۔ میں نے اپنے نام "رحمٰن" کے مادہ سے نکال کر اس کو (رِحم کا) نام دیا ہے۔ یعنی ماں کے رِحم کو اور رحمٰن کو ایک ہی مادہ سے مستخرج قرار دیا ہے۔ فرمایا: جو اس کو جوڑے گا میں اس کو جوڑوں گا اور جو اس کو توڑے گا میں اس کو توڑ دوں گا۔

پھر مسند احمد بن حنبل کی یہ روایت ہے۔ حضرت عبداللہ بن سلام کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں قدم رنجہ فرمایا تو لوگ اژدہام کر کے آپؐ کے اردگرد جمع ہوگئے۔ میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا جو دوڑ دوڑ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ جب میں نے آپ کے چہرے کا بغور جائزہ لیا تو میں نے جان لیا کہ یہ منہ جھوٹے کا منہ نہیں ہے۔ (شاید یہی وجہ ہے کہ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے کہ روایت میں ان کے نام کے ساتھ رضی اللہ نہیں لکھا ہوا مگر بہرحال وہ رضی اللہ تو بن گئے پھر، ایک صحابی کے طور پر بہت عظیم الشان مقام تھا)۔ بہرحال وہ روایت کرتے ہیں کہ میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا جو دوڑ دوڑ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ جب میں نے آپ کے چہرے کا بغور جائزہ لیا تو میں نے جان لیا کہ یہ منہ جھوٹے کا منہ نہیں ہے اور سب سے پہلی بات جو میں نے آپ کو کہتے ہوئے سنی وہ یہ تھی کہ سلام کو رواج دو، کھانا کھلایا کرو، اور صلہ رحمی کیا کرو اور اس وقت نماز پڑھو جب لوگ سوئے ہوئے ہوں تو تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ یعنی جاگے ہوئے نماز پڑھنا تو ہے ہی مگر مراد ہے اس وقت بھی نماز پڑھو جب لوگ سوئے ہوئے ہوں۔

پھر سنن ترمذی کتاب البر والصلۃ سے یہ روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رحم کرنے والوں پر رحمٰن بھی رحم کرتا ہے۔ تم زمین والوں پر مہربانی کرو آسمان والا تم پر مہربانی کرے گا۔ رِحم، اللہ کے نام رحمٰن سے مشتق ہے جس نے اسے جوڑا اللہ تعالیٰ اس کو اپنے سے جوڑے گا اور جس نے قرابت کو توڑا اللہ عزّوجل اس کو اپنے سے توڑ دے گا۔

صحیح مسلم کی ایک طویل روایت میں ایک بدوی کے رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی باگ پکڑ کر ایک سوال کرنے کا ذکر ہے جو یہ تھا کہ مجھے وہ بات بتائیں جو مجھے جنت کے قریب کردے اور آگ سے دور کردے اس پر حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا اور نماز قائم کر اور زکوۃ ادا کر اور صلہ رحمی کر۔ اب میری اونٹنی کو چھوڑ دے۔

ابو سلام دمشقی اور عمرو بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ان دونوں نے حضرت ابوامامہ الباھلی کو عمرو بن عَبَسَہ السُّلَمِی سے روایت کرتے ہوئے سنا۔ کہا کرتے تھے کہ میں زمانہ جاہلیت میں ہی اپنی قوم کے بتوں سے بیزار تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضور ﷺ کے بارے میں دریافت کیا تو میں نے آپ کو پوشیدہ حال پایا یعنی اپنی ذات میں کھوئے ہوئے۔ پس میں آپ کی طرف مائل ہوا اور آخر آپ کی خدمت میں حاضر ہوگیا اور میں نے آپؐ کو سلام عرض کیا اور پھر عرض کی کہ آپ کا منصب کیا ہے؟۔ آپؐ نے فرمایا کہ "نبی"۔ میں نے عرض کی نبی کیا ہوتا ہے؟ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ خدا کا پیغامبر!۔ میں نے سوال کیا کہ آپ کو کس نے بھیجا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ عزّوجل نے۔ میں نے سوال کیا کہ اس نے آپ کو کس (پیغام) کے ساتھ بھیجا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ تا صلہ رحمی کی جائے، قتل وغارت سے روکا جائے، راستوں کو پُرامن بنایا جائے، بت توڑ دیئے جائیں، خدائے واحد کی پرستش کی جائے اور اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرایا جائے۔

اب اس ترتیب میں یہ سمجھنا چاہئے کہ اس کو کہتے ہیں Ascending Order چڑھتی ہوئی ترتیب ہے۔ پہلے بنی نوع انسان کے حقوق کا ذکر آیا ہے اس کے بعد اللہ کے حقوق کا ذکر آیا ہے اور عملاً یہی ہوا کرتا ہے کہ نبی بھی پہلے بنی نوع انسان کی ہمدردی اختیار کرتے ہوئے خدا کو پیارا ہوتا ہے اور پھر ترقی کر کے اللہ تعالیٰ کے تمام حقوق کو پہچانتا اور ان کو ادا کرتا ہے۔ پس پہلے فرمایا کہ صلہ رحمی کی جائے پھر قتل و غارت سے روکا جائے یعنی رستہ پرامن ہو بنی نوع انسان کے لئے، راستوں کو پرامن بنایا جائے پھر اس کے بعد آتا ہے بت توڑے جائیں، خدائے واحد کی پرستش کی جائے اور اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ میں نے عرض کی کہ کیا ہی اچھا ہے جس کے ساتھ آپ کو بھجوایا گیا ہے۔ میں آپ کو گواہ ٹھہراتا ہوں کہ میں آپ پر ایمان لے آیا ہوں اور آپ کی تصدیق کرتا ہوں۔

ایک روایت سنن ترمذی کتاب البر والصلۃ سے لی گئی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے حسب نسب کو پہچانو تاکہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کر سکو کیونکہ صلہ رحمی خاندان والوں کے ساتھ محبت کا ذریعہ ہے اور مال میں

برکت کا سبب ہے اور عمر میں درازی کا ذریعہ ہے۔ اب یہ بھی سوچنے کی باتیں ہیں کہ صلہ رحمی مال میں برکت اور عمر میں درازی کا ذریعہ کیسے ہوگئی۔ اصل میں جب صلہ رحمی کی جائے تو ایک دوسرے کے حالات پر نظر رکھی جاتی ہے اور ان کی غربت کو دور کرنے کے لئے جن کو توفیق ہو وہ ضرور کچھ خرچ کرتے ہیں تو اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے سارے خاندان کی مالی حالت بہتر ہو جاتی ہے۔ پھر فرمایا کہ عمر بھی لمبی ہوتی ہے تو جو ہر وقت آپس میں جھگڑتے رہتے ہیں ان کی تو سر کھپائی سے عمر کم ہو جاتی ہے، بیماریاں لگ جاتی ہیں، مصیبت پڑ جاتی ہے تو پرامن زندگی سے بہتر لمبی زندگی نہیں ہو سکتی۔ پس صلہ رحمی کے نتیجے میں معاشرے کو یہ امن نصیب ہوتا ہے۔

ایک روایت حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ یہ صحیح بخاری کتاب الادب سے لی گئی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو جہر آواز سے یہ کہتے سنا نہ کہ دبی ہوئی زبان سے۔ کھلے کھلے تمام الفاظ مجھے اچھی طرح یاد ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ میرے باپ کی آل میرے اولیاء نہیں۔ میرا دوست تو صرف اللہ اور نیک مومن ہیں۔ ہاں ان کے ساتھ میرا ایک رحمی تعلق ہے جسے میں ملاؤں گا۔ یعنی اپنے آبائی خاندان کے متعلق فرمایا کہ ان پر میرا کوئی سہارا نہیں مگر میں اپنا حق ان کے متعلق ضرور ادا کروں گا۔ کیونکہ وہ میرے رحمی رشتہ دار ہیں۔

صحیح مسلم کتاب البرّ والصّلہ سے یہ روایت لی گئی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے رشتہ دار ایسے ہیں کہ میں اُن کے ساتھ صلہ رحمی کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ تعلق توڑتے ہیں۔ میں اُن سے احسان کرتا ہوں وہ میرے ساتھ برائی سے پیش آتے ہیں۔ میں اُن سے درگزر اور بردباری سے کام لیتا ہوں اور وہ میرے ساتھ جہالت سے پیش آتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر معاملہ ایسا ہی ہے جیسا کہ تُو نے بیان کیا تو گویا تُو اُن کو گرم راکھ کھلاتا ہے۔ اب یہاں گرم راکھ کھلاتا ہے لفظی ترجمہ ہے۔ یہ ایک محاورہ ہے جیسے ہم کہتے ہیں کہ ان کے منہ میں خاک ڈالتا ہے تو اس لحاظ سے بامحاورہ ترجمہ تو یہی بنے گا مگر چونکہ عربی لفظ میں گرم راکھ کا ذکر ہے اس لئے میں نے لفظی ترجمہ وہی بیان کر دیا۔ پھر فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی تکلیفوں اور برائی کو دفع کرنے والا ایک مددگار ہمیشہ تیرے ساتھ رہے گا جب تک کہ تم اس صفت پر قائم رہو گے۔ یعنی جو لوگ صلہ رحمی کرتے ہیں اور مقابل پہ رشتے داروں کی زیادتیوں کو صبر کے ساتھ برداشت کرتے چلے جاتے ہیں۔ تو جہاں تک ان کی ایذارسانی کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے ساتھ ضرور ان کی بدیوں اور ان کی شرارتوں سے بچانے والا کوئی فرشتہ مقرر رکھے گا اور خدا تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے گا۔

صحیح بخاری کتاب البر والصلہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا احسان کے بدلے میں احسان کرنے والا صلہ رحمی کرنے والا نہیں بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جب اس سے رشتہ قطع کیا جائے تو وہ اس کو بھی جوڑے۔ ورنہ رشتے دار ایک دوسرے سے جو عام حسن سلوک کرتے رہتے ہیں اس کے مقابل پر حسن سلوک کرنا ایک طبعی فعل ہے، نہ کریں تب ان سے حسن سلوک کرو اس کو حقیقت میں صلہ رحمی کہا جاتا ہے۔

سنن ابی داؤد کتاب الادب سے روایت ہے کہ کُلَیب بن مَنْفَعَة اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی یارسول اللہ میں کس سے حسن سلوک کروں؟ آپ نے فرمایا اپنی والدہ سے اور اپنے والد سے اور اپنی ہمشیرہ سے اور اپنے بھائی اور اپنے اس رشتہ دار سے جو ان کے بعد آتا ہے۔ یہ حق واجب ہے اور وہ رحمی رشتے ہیں جو ملائے جانے چاہئیں۔

ایک حدیث مراسیل ابی داؤد سے ہے جس میں مرسلہ احادیث اکٹھی کی گئی ہیں۔ حضرت سعید بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: بڑے بھائی کا حق اپنے چھوٹے بھائیوں پر اس طرح کا ہے جس طرح والد کا حق اپنے بچوں پر۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ والد کے ہوتے ہوئے بڑا بھائی اپنے چھوٹے بھائی پہ دھونس جمائے۔ یہ مجھے خیال اس لئے آیا کہ کل ہی کی ڈاک میں ایک ذکر تھا باپ نے شکایت کی ہوئی تھی اپنے بچے کی کہ میں زندہ موجود ہوں مگر میرے بیٹے نے اپنے چھوٹے بھائی کو اس طرح قیدی بنا رکھا ہے جیسے میں مر چکا ہوں اور وہ اس کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر قدم نہیں رکھ سکتا۔ اس کے دل میں جو باغیانہ خیالات پیدا ہو رہے ہیں ان کا وہ ذمہ دار ہوگا لیکن جو بھی ایسا کرنے والا ہے اگر وہ سن رہے ہوں تو یاد رکھیں کہ نہایت ناجائز حرکت ہے۔ باپ زندہ ہو تو وہی باپ ہے۔ باپ مر جائے تو پھر بڑے بھائی کو پیار کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہوئے چھوٹے بھائی کا باپ بننا چاہئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ایک حدیث ترمذی کتاب البر والصلہ سے لی گئی ہے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: خالہ ماں کے برابر ہے۔ یہ تو دیکھنے میں آیا ہے کہ خالائیں ماؤں کی زندگی میں بھی بچوں کے ساتھ ماں والا سلوک کرتی ہیں، ان کی ذمہ داریاں ادا کرتی ہیں اور ماں کے مرنے کے بعد تو خالائیں بہت زیادہ ان اسیر بچوں سے پیار کرتی ہیں۔

مسند احمد بن حنبل سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ ایک شخص حضور اقدس ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا یارسول اللہ مجھ سے ایک بڑا گناہ ہو گیا ہے کیا میرے لئے توبہ کا کوئی عمل ہے۔ آپ نے فرمایا تیرے والدین زندہ ہیں؟ اس نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا تیری خالہ ہے؟ اس نے عرض کیا جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا اس کے ساتھ نیکی اور بھلائی کا برتاؤ کر۔

اب یہ روایت صحیح مسلم کتاب البرّ والصلہ سے لی گئی ہے۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

سنن الترمذی کتاب البر والصلہ میں حضرت ابی بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سرکشی اور قطع رحمی کے سوا کوئی گناہ اس لائق نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے مرتکب کو بہت جلد دنیا میں ہی اس کا بدلہ دے اور آخرت میں بھی اس کے عذاب کو ذخیرہ کرے۔ یعنی سرکشی اور قطع رحمی کا بدلہ دنیا میں بھی ضرور مل جاتا ہے اور جو باریک نظر سے ایسے لوگوں کو دیکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ آنحضور ﷺ کا قول آج کے معاشرے کے حالات پر بھی اسی طرح صادق آرہا ہے جیسے اُس زمانے کے معاشرتی حالات پر صادق آتا تھا۔ پھر فرمایا ان کو دنیا میں بھی بدلہ یعنی ایسی بدخلقی کا عذاب دیا جائے گا اور آخرت میں بھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات میں پڑھ کے سناتا ہوں لیکن اس سے پہلے کچھ پچھلی دفعہ کے اقتباسات رہ گئے تھے اور چونکہ بچوں سے سلوک کا معاملہ ہے اور ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے والے صلہ رحمی کے اولین مستحق ہوا کرتے ہیں اس لئے دونوں مضامین آپس میں مل جل سے گئے ہیں اس لئے میں پہلے وہ روایات جو پچھلے خطبے سے رہ گئی تھیں آپ کے سامنے چند نمونۃً رکھتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بچوں کو سزا دینے کے سخت مخالف تھے۔ مدرسہ تعلیم الاسلام میں جب کسی استاد کے خلاف شکایت آتی کہ اس نے کسی بچے کو مارا ہے تو سخت ناپسند فرماتے اور متواتر ایسے احکام نافذ فرمائے گئے کہ بچوں کو جسمانی سزا نہ دی جائے۔ چھوٹے بچوں کے متعلق فرمایا کرتے تھے "وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے تو مکلف ہی نہیں ہیں پھر تمہارے مکلف کیسے بن سکتے ہیں"۔ اللہ نے تو ان کو مکلف نہیں ٹھہرایا وہ تمہاری دنیا کی تعلیم میں تمہارے مکلف کیسے بن سکتے ہیں۔ اس لئے حسن سلوک کرو اور پیار سے سمجھاؤ۔

ایک بڑی دلچسپ روایت حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ وہ کہتے ہیں "بارہا میں نے دیکھا ہے۔ اپنے اور دوسرے بچے آپ کی چارپائی پر بیٹھے ہیں اور آپ کو مضطر کر کے پائنتی پر بٹھا دیا ہے اور اپنے بچپنے کی بولی میں مینڈک اور کوّے اور چڑیا کی کہانی سنا رہے ہیں اور گھنٹوں سنائے جا رہے ہیں۔ اور حضرت ہیں کہ بڑے مزے سے سنے جا رہے ہیں گویا کوئی مثنوی ملائے روم سنا رہا ہے۔ حضرت بچوں کو مارنے اور ڈانٹنے کے سخت مخالف ہیں۔ بچے کیسے ہی بسوریں، شوخی کریں، سوال میں تنگ کریں اور بے جا سوال کریں اور ایک موہوم اور غیر موجود شے کے لئے بے حد اصرار کریں، آپ نہ تو کبھی مارتے ہیں، نہ جھڑکتے ہیں اور نہ کوئی خفگی کا نشان ظاہر کرتے ہیں۔ محمود کوئی تین برس کا ہوگا۔ آپ لدھیانہ میں تھے، میں بھی وہیں تھا۔ گرمی کا موسم تھا۔ مردانہ

زکوٰۃ

☆ زکوٰۃ اسلام کا ایک اہم اور بنیادی رکن ہے۔

☆ ہر صاحب نصاب مسلمان مرد اور عورت پر زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہے۔

☆ زکوٰۃ مومنوں کے اموال کو بڑھاتی اور تزکیہ نفوس کرتی ہے۔

☆ ادائیگی زکوٰۃ کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی محبت حاصل ہوتی ہے۔

☆ یہ صرف روحانی بیماریوں ہی کا علاج نہیں بلکہ ظاہری تکالیف اور مصائب و آلام سے بھی نجات پانے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

☆ کوئی بھی دوسرا چندہ زکوٰۃ کے قائم مقام متصور نہیں ہو سکتا۔

☆ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ارشاد کی رو سے "زکوٰۃ" کی تمام رقوم مرکز میں آنی چاہئے۔

(ناظر بیت المال آمد قادیان)

ارشاد نبویؐ

خَیرُ الزَّادِ التَّقویٰ

سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے

منجانب

رکن جماعت احمدیہ ممبئی

طالبانِ دعا:

آٹو ٹریڈرز

Auto Traders

16 بینٹنک لین کلکتہ 700001

دکان- 248-5222, 248-1652

رہائش- 243-0794, 27-0471

اور زنانہ میں ایک دیوار حائل تھی۔ آدھی رات کا وقت ہوگا جو مَیں جاگا اور مجھے محمود کے رونے اور حضرت کے اِدھر اُدھر باتوں میں بہلانے کی آواز آئی۔ حضرت اُسے گود میں لئے پھرتے تھے اور وہ کسی طرح چُپ نہیں ہوتا تھا۔ آخر آپؑ نے کہا دیکھو محمود وہ کیسا تارا ہے!۔ بچے نے نئے مشغلہ کی طرف دیکھا اور ذرا چپ ہوا۔ پھر وہی رونا اور چلّانا اور یہ کہنا شروع کر دیا، ابا تارے جانا ہے۔ کہ میں نے تارے پر چڑھنا ہے۔ کیا مجھے مزہ آیا اور پیارا معلوم ہوا۔ آپؑ کا اپنے ساتھ یوں گفتگو کرنا۔ یہ اچھا ہوا ہم نے تو ایک راہ نکالی تھی، اس نے اس میں بھی اپنی ضد کی راہ نکال لی"۔ اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود کو مخاطب کر رہے تھے۔ اپنے سے گفتگو کرنے سے مراد ہے کہ ہم نے تو ایک راہ نکالی تھی کہ اس کو ٹھیک کر دیں گے مگر یہ قابو نہیں آیا اس میں سے ایک اور راہ اس نے ضد کی نکال لی ہے۔ آخر بچہ روتا روتا خود ہی تھک گیا، چپ ہو گیا۔ مگر اس سارے عرصہ میں ایک لفظ بھی سختی یا شکایت کا آپؑ کی زبان سے نہیں نکلا۔" (سیرت حضرت مسیح موعودؑ مصنفہ حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؓ صفحہ نمبر ۳۶،۳۵)

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ ایک اور روایت میں بیان فرماتے ہیں کہ آپؑ کی قدیمی عادت ہے کہ دروازے بند کر کے کام کرتے ہیں۔ اسی حالت میں ایک لڑکے نے زور سے دستک بھی دی اور منہ سے بھی کہا، ابا بوا کھول کہ ابا دروازہ کھولیں۔ آپؑ وہیں اٹھے اور دروازہ کھولا۔ کم عقل بچہ اندر گھسا، اِدھر اُدھر جھانک تاک کر اُلٹے پاؤں نکل گیا۔ حضرت نے معمولاً پھر دروازہ بند کر لیا۔ دو ہی منٹ گزرے ہوں گے جو پھر موجود اور زور زور سے دھکے دے رہے ہیں اور چلا رہے ہیں کہ ابا بوا کھول۔ آپؑ پھر بڑے اطمینان اور جمعیت سے اٹھے ہیں اور دروازہ کھول دیا ہے۔ بچہ اب کی دفعہ بھی اندر نہیں گھستا، ذرا سر ہی اندر کر کے اور کچھ منہ سے بڑبڑاتا ہوا پھر اُلٹا بھاگ جاتا ہے۔ حضرت بڑے ہشاش بشاش بڑے استقلال کے ساتھ دروازہ بند کر کے اپنے نازک اور ضروری کام پر بیٹھ جاتے ہیں۔ کوئی پانچ ہی منٹ گزرے ہیں تو پھر موجود اور پھر وہی گرما گرمی اور شوراشوری کہ ابا بوا کھول۔ اور آپؑ اُٹھ کر اسی وقار اور سکون سے دروازہ کھول دیتے ہیں۔ اور منہ سے ایک حرف تک نہیں نکالتے کہ تُو کیوں آتا ہے اور کیا چاہتا ہے؟ اور آخر تیرا مطلب کیا ہے جو بار بار ستاتا اور کام میں حرج ڈالتا ہے؟ میں نے ایک دفعہ گنا کوئی بیس دفعہ ایسا کیا۔ اور ان ساری دفعات میں ایک دفعہ بھی حضرت کے منہ سے زجر اور توبیخ کا کلمہ نہیں نکلا۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ مصنفہ حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؓ)

پھر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی یہ آخری روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں: "آپ علیہ السلام بچوں کی خبر گیری اور پرورش اس طرح کرتے ہیں کہ ایک سرسری دیکھنے والا گمان کرے کہ آپ سے زیادہ اولاد کی محبت کسی کو نہ ہوگی اور بیماری میں اس قدر توجہ کرتے ہیں اور تیمارداری اور علاج میں ایسے محو ہوتے ہیں کہ گویا اور کوئی فکر نہیں۔ مگر باریک بین دیکھ سکتا ہے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور خدا کے لئے اس کی ضعیف مخلوق کی رعایت اور پرورش مدنظر ہے۔ آپؑ کی پہلو ٹھی بیٹی عصمت لدھیانہ میں ہیضہ سے بیمار ہوئی۔ آپؑ اس کے علاج میں یوں دوا دہی کرتے کہ گویا اس کے بغیر زندگی محال ہے۔ اور ایک دنیادار دنیا کی عرف و اصطلاح میں اولاد کا بھوکا اور شیفتہ اس سے زیادہ جانکاہی کر نہیں سکتا۔ مگر جب وہ مرگئی، آپؑ یوں الگ ہو گئے کہ گویا کوئی چیز تھی ہی نہیں۔ اور جب سے کبھی ذکر تک نہیں کیا کہ کوئی لڑکی تھی۔"

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ مصنفہ حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؓ)

ان اقتباسات کے بعد اب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض دوسرے اقتباسات صلہ رحمی کے تعلق میں پڑھتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:

ریویو آف ریلیجنز جلد اول نمبر ۵۔ "وَ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا یعنی آدم کے وجود میں سے ہی ہم نے اس کا جوڑا پیدا کیا جو حوا ہے تا آدم کا یہ تعلق حوا اور اس کی اولاد سے طبعی ہو نہ بناوٹی۔ اور یہ اس لیے کیا کہ تا آدم زادوں کے تعلق اور ہمدردی کو بقا ہو کیونکہ طبعی تعلق غیر منفک ہوتے ہیں مگر غیر طبعی تعلق کے لیے بقا نہیں ہے کیونکہ ان میں وہ باہمی کشش نہیں ہے جو طبعی میں ہوتی ہے۔ غرض خدا نے اس طرح پر دونوں قسم کے تعلق جو آدمؑ کے لیے خدا سے اور بنی نوع سے ہونے چاہئے تھے طبعی طور پر پیدا کیے ہیں"۔ (ریویو آف ریلیجنز۔ جلد اول نمبر پانچ۔ صفحہ ۱۸۱) یعنی یہ جو سلسلہ ہے ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کا، آدم کے وقت سے چلا آ رہا ہے اور یہ اسی لئے ہے تا کہ لوگ ایک دوسرے کے ساتھ صلہ رحمی کے مضبوط رشتوں میں جوڑے جائیں۔

پھر ملفوظات جلد پنجم میں روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "خدا کا حق تو انسان کو ادا کرنا ہی چاہئے مگر بڑا حق برادری کا بھی ہے۔ جس کو ادا کرنا نہایت مشکل ہے"۔ اب برادری کے لفظ میں رشتے دار در رشتے دار سارے آجاتے ہیں تو آپ نے صلہ رحمی کے مضمون کو دور تک پھیلا دیا ہے حالانکہ برادری میں ہر شخص براہ راست رحمی رشتہ نہیں رکھتا مگر واسطہ بالواسطہ، بالواسطہ یہ رشتے پھیلتے چلے جاتے ہیں۔ فرمایا "بڑا حق برادری کا بھی ہے۔ جس کو ادا کرنا نہایت مشکل ہے۔ ذراسی بات پر انسان اپنے دل میں خیال کرتا ہے کہ فلاں شخص نے میرے ساتھ سخت کلامی کی ہے۔ پھر علیحدہ ہو کر اپنے دل میں اس بدظنی کو بڑھاتا رہتا ہے اور ایک رائی کے دانے کو پہاڑ بنا لیتا ہے۔ اور اپنی بدظنی کے مطابق اس کینے کو زیادہ کرتا رہتا ہے۔ یہ سب بغض ناجائز ہیں"۔

تو برادری میں اگر دور والوں سے یہ بدظنیاں شروع ہوں اور ان سے تعلق ٹوٹنا شروع ہو تو پھر یہ بیماری اندر آتی چلی جاتی ہے اور باہر سے اندر کی طرف حرکت کرتی ہے۔ ساری بیماریوں کا یہ حال ہے کہ اگر ان کو روکا نہ جائے تو پھر وہ باہر سے اندر کی طرف حرکت کرتی ہیں۔ جسمانی بیماریوں میں بھی یہی عادت ہے۔ تو آپ نے برادری کی وسیع تعریف کرتے ہوئے نصیحت فرمائی ہے کہ اگر تم برادری کے حقوق ادا کرنے کی کوشش کرو گے تو اپنے عزیزوں اور صلہ رحمی کے حقوق زیادہ آسانی سے ادا کر سکو گے۔

پھر کشتی نوح میں روحانی خزائن نمبر ۱۹ صفحہ ۱۹ پر یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبارت درج ہے "جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور امور معروفہ میں جو خلاف قرآن نہیں ہیں ان کی بات کو نہیں مانتا اور ان کے تعہد خدمت سے لاپرواہ ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے"۔ اب اہلیہ تو یقیناً یا اکثر صورتوں میں رحمی رشتوں میں منسلک نہیں ہوا کرتی، کسی رح رشتے سے تعلق نہیں رکھتی، باہر کی بیویاں لے آتے ہیں لوگ، مگر اس کے اقارب رحمی رشتے۔ تعلق رکھتے ہیں جو اپنے ماں باپ ہیں ویسے ہی اپنی بیوی کے ماں باپ سے حسن سلوک ۔ تب حقیقت میں صلہ رحمی ادا کرنے والے ہوں گے۔

یہ جو الفاظ ہیں "وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے" یہ اچھی طرح یاد رکھنا چ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو پاک جماعت دنیا میں قائم کرنا چاہتے تھے اس کا یہ اعلیٰ تصور ہے اس لئے آپ کے اپنے اختیار میں ہے چاہیں تو نام کے طور پر اس جماعت میں شامل ہوں چاہیں تو دل کی گہرائی سے اس جماعت میں شامل ہوں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ تصدیق آپ کو مل جائے کہ یہ میری جماعت میں سے ہے۔

چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد ۲۳ میں یہ عبارت ہے "جب ترکہ کی تقسیم کے وقت ایسے قرابتی لوگ حاضر آویں جن کو حصہ نہیں پہنچتا"۔ مگر قرابتی ہیں یعنی شرعاً ان کو حصہ نہیں ملتا جو قرآن کریم میں تفصیل حصے کی دی گئی ہے مگر قرابتی لوگوں کی خدمت کا بھی حق ہے۔ اس لئے "جب ترکہ کی تقسیم کے وقت ایسے قرابتی لوگ حاضر آویں جن کو حصہ نہیں پہنچتا، ایسا ہی اگر یتیم اور مسکین بھی تقسیم کے موقع پر آجاویں تو کچھ کچھ اُس مال میں سے اُن کو دیدو اور اُن سے معقول طور پر پیش آؤ یعنی نرمی اور خلق کے ساتھ پیش آؤ اور سخت جواب نہ دو۔ اور وارثان حقدار کو ڈرنا چاہئے کہ اگر وہ خود چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ مرتے تو اُن کے حال پر اُن کو کیسا کچھ ترس نہ آتا اور کیسی وہ اُن کی کمزوری کی حالت کو دیکھ کر خوف سے بھر جاتے۔ پس چاہئے کہ وہ کمزور بچوں کے ساتھ سختی کرنے میں اللہ سے ڈریں اور اُن کے ساتھ سیدھی طرح بات کریں یعنی کسی قسم کے ظلم اور حق تلفی کا ارادہ نہ کریں"۔

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن۔ جلد ۲۳ صفحہ ۲۱۲)

پھر ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۴۹۷ پر یہ عبارت ہے "بعض عورتیں محض شرارت کی وجہ سے ساس کو دکھ دیتی ہیں، گالیاں دیتی ہیں، ستاتی ہیں، بات بات میں اس کو تنگ کرتی ہیں۔ والدہ کی ناراضگی بیٹے کی بیوی پر بے وجہ نہیں ہوا کرتی ہے"۔ یہ دیکھنے کی بات ہے جو بیویاں ایسا کرتی ہیں وہ دراصل خاوند کو اس کی صلہ رحمی سے باز رکھ رہی ہیں کیونکہ نہ تو اس کی ماں کو اپنی ماں سمجھا اور نہ اپنے بیٹے کی ماں رہنے دیا کیونکہ بیٹے کا تعلق اس سے توڑتی ہیں شکایتیں کر کر کے اور ناراضگی کر کر کے۔ عام طور پر جو طریق ہے "والدہ کی ناراضگی بیٹے کی بیوی پر بے وجہ نہیں ہوا کرتی۔ سب سے زیادہ خواہشمند بیٹے کے گھر کی آبادی کی والدہ ہوتی ہے اور اس معاملہ میں ماں کو خاص دلچسپی ہوتی ہے"۔

اس ضمن میں یہ بھی تنبیہ کر دوں کہ بعض ماؤں کو اپنے بچوں سے اتنا زیادہ پیار ہوتا ہے کہ وہ جب بیوی کی طرف مائل ہوں تو جل بھی جاتی ہیں اور بعض دفعہ اس وجہ سے وہ اپنی بہو کو دکھ

GUARANTED PRODUCT
NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
A TREAT FOR YOUR FEET
Sonikya
HAWAI
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) Ltd
34,A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA-15

تبلیغ دین و نشرِ ہدایت کے کام پر ...... مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے
JANIC EXIMP
Manufacturers & Exporters of All kinds of Fashion Leather Products & General order Suppliers & Importers.
Off : 16D, Topsia 2nd Lane
Mullapara, Near Star Club
Calcutta - 700039
Ph. 3440150
Tle. Fax : 3440150
Pager No.: 9610 - 606266

دیتی ہیں کہ گویا ایک قسم کی رقابت پیدا ہو گئی ہے بیٹے کے ساتھ۔ تو بیٹے سے اتنا بھی جاہلانہ تعلق نہیں ہونا چاہئے کہ جو خدا نے اس کے حقوق قائم کئے ہیں ان کی راہ میں انسان حائل ہو جائے۔

پھر فرماتے ہیں:

"زیادہ خواہشمند بیٹے کے گھر کی آبادی کی والدہ ہوتی ہے اور اس معاملہ میں ماں کو خاص دلچسپی ہوتی ہے۔ بڑے شوق سے ہزاروں روپیہ خرچ کر کے خدا خدا کر کے بیٹے کی شادی کرتی ہے تو بھلا اس سے ایسی امید وہم میں بھی آسکتی ہے کہ وہ بے جا طور سے اپنے بیٹے کی بیوی سے لڑے جھگڑے اور خانہ بربادی چاہے۔" (ملفوظات جلد۵، طبع جدید. صفحہ ۲۹۷،۲۹۸)

چوہدری عبداللہ خان صاحب نمبر دار بہلول پور نے سوال کیا کہ حکام اور برادری سے کیا سلوک کرنا چاہئے۔ فرمایا: "ہماری تعلیم تو یہ ہے کہ سب سے نیک سلوک کرو۔ حکام کی سچی اطاعت کرنی چاہئے کیونکہ وہ حفاظت کرتے ہیں جان اور مال ان کے ذریعہ امن میں ہیں اور برادری کے ساتھ بھی نیک سلوک اور برتاؤ کرنا چاہئے۔ کیونکہ برادری کے بھی حقوق ہیں۔ البتہ جو متقی نہیں اور بدعات اور شرک میں گرفتار ہیں اور ہمارے مخالف ہیں ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہئے تاہم ان سے نیک سلوک کرنا ضرور چاہئے۔ ہمارا اصول تو یہ ہے کہ ہر ایک سے نیکی کرو۔ جو دنیا میں کسی سے نیکی نہیں کر سکتا وہ آخرت میں کیا اجر لے گا۔ اس لئے سب کے لئے نیک اندیش ہونا چاہئے۔ ہاں مذہبی امور میں اپنے آپ کو بچانا چاہئے"۔ (ملفوظات جلد دوم، جدید ایڈیشن صفحہ ۲۲۲،۲۲۳)

یہ وہی آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم والا مسلک ہے جو پہلے حدیث میں بیان کیا جا چکا ہے کہ رشتے داروں وغیرہ پر میری کوئی بناء نہیں ہے۔ میرا توکل اللہ پہ ہے۔ مذہبی امور میں میں کلیۃً آزاد ہوں لیکن ان کا مجھ پر صلہ رحمی کا حق ہے اس لئے وہ جو چاہیں شرارتیں کرتے رہیں میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کا حسن سلوک کرتا رہوں گا۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ "اب مَیں ایک چھوٹا سا واقعہ بیان کرتا ہوں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنے رشتہ داروں بلکہ مخالف رشتہ داروں تک کے ساتھ کیسا رحیمانہ اور مشفقانہ سلوک تھا۔...... واقعہ یہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کے ساتھ اپنے نئے بنے ہوئے حُجرے میں اکٹھے کھڑے باتیں کر رہے تھے کہ اس وقت مَیں بھی اپنے بچپن کی عمر میں کسی لڑکے کے ساتھ کھیلتا ہوا اس حُجرے میں پہنچ گیا اور چونکہ اس کمرے کے باہر کی کھڑکی کھلی تھی اور اس کھڑکی میں سے ہمارے چچا یعنی حضرت مسیح موعودؑ کے چچازاد بھائی مرزا نظام الدین صاحب کا مکان نظر آرہا تھا، مَیں نے کسی بات کے تعلّق میں اپنے ساتھ والے لڑکے سے کہا کہ "دیکھو وہ نظام الدین کا مکان ہے"۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے میرے یہ الفاظ کسی طرح سُن لئے اور جھٹ پلٹ کر مجھے نصیحت کے رنگ میں ٹوک کر فرمایا کہ "میاں آخر وہ تمہارا چچا ہے اس طرح نام نہیں لیا کرتے۔

اس تعلق میں ایک اور واقعہ بھی یاد آگیا ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کو یہ اطلاع ملی کہ یہی مرزا نظام الدین صاحب جو حضرت مسیح موعودؑ کے اشد ترین مخالف تھے، بیمار ہیں۔ اس پر حضورؑ ان کی عیادت کے لئے بلا توقف ان کے گھر تشریف لے گئے۔ اس وقت ان پر بیماری کا اتنا شدید حملہ تھا کہ ان کا دماغ بھی اس سے متاثر ہو گیا تھا۔ آپ نے ان کے مکان پر جا کر ان کے لئے مناسب علاج تجویز فرمایا جس سے وہ خدا کے فضل سے صحت یاب ہو گئے۔ ہماری اماں جان حضرت امّ المؤمنین رضی اللہ عنہا بیان فرماتی تھیں کہ باوجود اس کے کہ مرزا نظام الدین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سخت مخالف بلکہ معاند تھے آپ ان کی تکلیف کی اطلاع پا کر فوراً ہی ان کے گھر تشریف لے گئے اور ان کا علاج کیا اور ان سے ہمدردی فرمائی"۔ (سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ. صفحہ ۱۹۰،۲۹۱)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک تحریر آخری اقتباس کے طور پر کشتیٔ نوح سے پڑھ کر سناتا ہوں۔ فرماتے ہیں: "تم اُس کی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو۔ بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو، نہ اُن کی تحقیر۔ اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو، نہ خود نمائی سے اُن کی تذلیل۔ اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے اُن پر تکبر۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو اور تقویٰ اختیار کرو۔...... خدا چاہتا ہے کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آئے اور وہ تم سے ایک موت مانگتا ہے جس کے بعد وہ تمہیں زندہ کرے گا۔ تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو۔ کیونکہ شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں وہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے۔ تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل کرو تا تم بخشے جاؤ۔ نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازے کے لئے تم بلائے گئے ہو اُس میں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہو سکتا۔ کیا ہی بد قسمت وہ شخص ہے جو اِن باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے منہ سے نکلیں اور مَیں نے بیان کیں۔ تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے۔ اور بد بخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا۔ تم سچے دل سے اور پورے صدق سے اور سرگرمی کے قدم سے خدا کے دوست بنو تا وہ بھی تمہارا دوست بن جائے۔ تم ماتحتوں پر اور اپنی بیویوں پر اور اپنے غریب بھائیوں پر رحم کرو تا آسمان پر تم پر بھی رحم ہو۔ تم سچ مچ اُس کے ہو جاؤ تا وہ بھی تمہارا ہو جائے"۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹. صفحہ ۱۲،۱۳)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس نصیحت کے بعد میں اس خطبے کو ختم کرتا ہوں اس میں صلہ رحمی سمیت تمام تعلقات کے مضمون آگئے ہیں اور اگر آپ واقعۃً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں داخل رہنا چاہتے ہیں اور خدا کے نزدیک آپ کی جماعت میں شمار ہونا چاہتے ہیں تو اس تعلیم پر حرفاً حرفاً عمل کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور نے فرمایا: ۔اب نمازیں جمع نہیں ہوا کریں گی یعنی جمعہ کی نماز کے ساتھ عصر کی نماز نہیں ہوا کرے گی۔ یہ اعلان ہو چکا ہے سب جگہ۔ تو بعض لوگوں کو شاید پہلی دو سنتیں پڑھنے کی ابھی توفیق نہ ملی ہو۔ تو پہلے میرا خیال تھا کہ خطبہ کے دوران وہ نہیں پڑھی جا سکتیں، خطبہ کے بعد اور تکبیر کے درمیان یہ پڑھی جا سکتی ہیں لیکن جب چھان بین کی ہے تو آنحضرت ﷺ نے یہ ارشاد بھی فرمایا ہے کہ جنہوں نے دو رکعتیں وہ پہلی نہ پڑھی ہوں وہ خطبے کے دوران ہی مختصر کر کے ان رکعتوں کو ادا کیا کریں تو یہ غلط فہمی ایک دور ہو جانی چاہئے۔ امید ہے آپ سب نے اپنی سنتیں ادا کر لی ہوں گی۔

مسجد احمدیہ کاواشیری کا افتتاح

اللہ تعالیٰ کا بے حد فضل واحسان ہے کہ جماعت احمدیہ کاواشیری کو اپنی ایک مسجد بنانے کی توفیق ملی ہے۔ جسکے تمام اخراجات صوبہ کیرلہ کے ایک مخیّر احمدی نے ادا کئے۔

مورخہ ۱۳ر۷ر۲۰۰۰ بروز اتوار محترم مولانا محمد عمر صاحب مبلغ انچارج کیرلہ کی زیر صدارت افتتاحی تقریب منعقد ہوئی۔ محترم اے پی کنجامو صاحب صوبائی امیر کیرلہ نے افتتاحی تقریر فرمائی۔

محترم اے آنڈبی ایو، محترم کے کیشو داس (ممبران پنچایت کاواشیری) محترم کے حریداس محترم ڈاکٹر ملی منصور احمد صاحب (صوبائی جنرل سیکریٹری) محترم مولوی ٹی ایم محمد صاحب، محترم مولوی محمد اسماعیل صاحب، محترم مولوی کے محمود احمد صاحب (مبلغین کیرلہ) محترم محمد انی مصلیار (معلم وقف جدید بیرون) نے تقاریر کیں۔

خاکسار ایچ شمس الدین کاواشیری مبلغ سلسلہ نے تلاوت قرآن کریم مع ترجمہ سنایا۔ محترم سی سراج المنیر صاحب آف الانلور نے نظم سنائی۔ محترم ایچ سلیمان صاحب کاواشیری (صدر جماعت کاواشیری) نے استقبالیہ تقریر کی اور محترم ایچ بشیر احمد صاحب (قائد کاواسیری) نے احباب کا شکریہ ادا کیا۔

مسجد ھذا میں تقریباً ۵۰۰ افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اس مسجد میں ادا کی جانے والی پہلی نماز محترم مولوی محمد عمر صاحب نے پڑھائی اور مسجد کا افتتاح فرمایا۔ (خاکسار ایچ. شمس الدین کاواشیری مبلغ سلسلہ)

بقیہ صفحہ: (11)

نہیں بلکہ اپنے نفس کے مقلد ہیں، انھوں نے ایک ہاتھ سے مصافحہ کو اپنی شناخت بنایا تو غیر مقلد جہاں کہیں ہوگا ایک ہی ہاتھ سے مصافحہ کرے گا جب کہ بخاری شریف کی حدیث سے ثابت ہے کہ آنحضور ﷺ نے دونوں ہاتھ سے بھی مصافحہ کیا ہے، وہ اس حدیث پر کبھی عمل نہیں کرتا، اس لئے اہل حدیث تو ہوا نہیں، ہاں اپنے نفس کا مقلد ضرور ہوا۔ اسی طرح حدیث سے رفع یدین کرنا اور نہ کرنا دونوں ثابت ہیں مگر غیر مقلد اپنے نفس کی تقلید میں صرف رفع یدین کرے گا اور ترک رفع یدین کی حدیثوں کو نہیں مانے گا۔ پھر اہل حدیث کیوں کر ہوا۔ یہی حال تقریباً سارے مسائل میں ہے، اہل حدیث تو وہی ہوگا جو تمام حدیثوں کو مانے اور ان پر عمل کرے، نہ کہ چند مسائل کو اپنی شناخت بنا کر انہیں پر جمے رہنا یہ ہے تعصب کے ساتھ اپنے نفس کی تقلید کرنا۔

غیر مقلدین سے ہمارا یہ کہنا ہے کہ تخریبی نہیں تعمیری کا کام کیجئے۔ اہل سنت کی دل آزاری نہ کیجئے، دوسروں پر کیچڑ نہ اچھالئے، ان کو مشرک نہ کہئے، اپنے گریبان میں منہ ڈال کر اپنے کو دیکھئے ساری حدیثوں کو مانئے اور ان پر عمل کیجئے، اپنے نفس کی تقلید نہ کیجئے جب کہ تقلید آپ کے یہاں شرک ہے۔ مزید تفصیل اور حوالہ کے لئے دیکھئے "راہ اعتدال" مولانا خالد سیف اللہ رحمانی مجلّہ المآثر مئو، شوال تاذوالحجہ و ربیع الاول تا جمادی الاولیٰ ۱۴۱۸ء

درخواستِ دُعا

خاکسار کے والد مکرم چھکن انصاری صاحب آف سملیہ (بہار) کی طبیعت ان دنوں کمزوری اور بعض عوارض کی وجہ سے زیادہ خراب ہے۔ اسی طرح میری چھوٹی بہن حمیدہ بیگم بھی شدید بیمار ہیں۔ پیٹ میں بار بار پانی ہو جاتا ہے۔ خاکسار کی بھی گذشتہ دنوں پریس میں کام کرتے ہوئے دو انگلیوں پر شدید چوٹ آئی تھی ۔سب کی کامل شفایابی اور پریشانیوں کے ازالہ کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔

(مبارک احمد کارکن فضل عمر پریس قادیان)

قریش مکہ کی اسمبلی کا فیصلہ اور ہجرت نبوی

(۷/ستمبر تا ۲۰/ستمبر ۶۲۲ء)

(دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت)

مدینہ منورہ میں اسلام کی پہلی مثالی سلطنت کا قیام حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کی حقانیت کا ایک بھاری معجزہ اور خارق عادت نشان ہے جس کی عظمت و جلالیت کا حقیقی تصور کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے پس منظر کا بغور مطالعہ کرتے ہوئے ہجرت مدینہ کے واقعات اور خصوصاً کفار مکہ کے اس ظالمانہ اور انسانیت سوز فیصلہ کی جزئیات و تفصیلات پر بھی تحقیقی نظر ڈالی جائے۔ جو انہوں نے نبوت کے تیرھویں سال دار الندوہ میں کیا تھا۔

دار الندوہ خانہ کعبہ کے قریب ایک قومی عمارت تھی جو قریش کے مورث اعلیٰ قُصَیّ بن کِلاب بن مُرّہ نے قریباً ۴۴۰ عیسوی میں حکمران ہونے کے بعد تعمیر کروائی تھی۔ اس کا دروازہ خانہ کعبہ میں کھلتا تھا اور اس میں صرف قریش کے عمائد و رؤساء ہی اہم قومی مشوروں کے لئے جمع ہو سکتے تھے جن میں چالیس سال سے کم عمر رکھنے والوں کا داخلہ ممنوع تھا۔

(تاریخ الاسلام السیاسی۔ الجزء الاول صفحہ ۷۰۔ تالیف ڈاکٹر حسن ابراہیم حسن پروفیسر تاریخ اسلامی مصر۔ طبع اول ۱۹۳۵ء۔ العرب قبل الاسلام از جرجی زیدان الجزء الاول صفحہ ۲۴۲۔ مطبوعہ ۱۹۰۸ء مصر)

جمہوری حکومت

مصر کے ممتاز مؤرخ الدکتور حسن ابراہیم حسن قریش کے نظام حکومت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "استست حکومت جمهورية من نوع الحكومات التى كانت منتشرة فى بلاد العرب"۔ یعنی بنو کنانہ (قریش اسی قبیلہ کی ایک شاخ ہیں) نے ان حکومتوں کی طرز پر جموری حکومت کی بنیاد رکھی جو بلاد عرب میں متفرق طور پر موجود تھیں۔ (تاریخ الاسلام السیاسی صفحہ ۶۸)

مشرکین مکہ نے جب دیکھا کہ مظلوم، بیکس اور نہتے مسلمانوں کو جنہیں وہ صابی کے حقارت آمیز نام سے پکارنے میں عزت محسوس کرتے تھے، کے خلاف قتل و غارت، ایذا رسانی، ہنگامے، مظاہرے، بدزبانیاں اور بائیکاٹ القصہ سب تشدد انگیز حربے بری طرح ناکام ہو چکے ہیں اور یہ لوگ ہر نوع کی قربانی کے باوجود اپنے دین پر ڈٹ گئے ہیں اور مدینہ اور اس کے ماحول میں اسلام کی شان و شوکت اور مقبولیت میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے تو وہ سخت دہشت زدہ اور غضبناک ہو گئے اور انتقامی روح نے ان کے اندر زبردست آگ لگا دی۔

دار النّدوہ میں اجتماع

جیسا کہ علامہ حضرت ابو جعفر محمد بن جریر الطبری (متوفی ۳۱۰ ہجری) نے اپنی تاریخ طبری میں لکھا ہے: "اس مرحلہ پر تمام رؤساء قریش و صنادید مکہ کا دار الندوہ میں خصوصی اجتماع ہوا جس میں ہر قبیلہ کے اربابِ حل و عقد شامل ہوئے۔ حضرت علامہ ابن قیم جوزی (۶۹۱ھ۔۷۵۱ھ) زاد المعاد میں فرماتے ہیں: "لَمْ يَتَخَلَّفْ اَحَدٌ مِنْ اَهْلِ الرَّاْيِ وَالْحِجٰ مِنْهُمْ لِيَشَاوِرَ فِي اَمْرِهِ"۔ یعنی اہل رائے اور کارپردازان میں سے کوئی بھی آنحضرت ﷺ کے خلاف مشورہ سے باہر نہیں رہا۔ مؤرخین نے شریک اجلاس ہونے والوں کی تعداد ایک سو کے قریب بیان کی ہے۔ بہ الفاظ دیگر یہ مکہ کے عوام کا ایک نمائندہ اجتماع تھا جو ان کی امنگوں اور خواہشات کا آئینہ دار تھا جو "صابیوں" کے تیرہ سالہ مسئلہ کو فوری طور پر حل کرنے کے لئے خدا کے پہلے گھر کے سایہ تلے مکہ کی پاک سرزمین میں منعقد کیا گیا۔

نجد کی مداخلت

یہ اجتماع اگرچہ وسط حجاز میں واقع مرکزی قبائلی حکومت کے مندوبین کا تھا اس میں نجد نے بھی بالواسطہ طور پر مداخلت کی۔ چنانچہ تاریخ اسلام کے قدیم لٹریچر میں یہ روایت بڑی کثرت اور تواتر اور وضاحت کے ساتھ موجود ہے کہ ایک جبّہ پوش، شیطان سیرت بوڑھا شیخ نجدی بھی اس خفیہ کارروائی میں شروع ہی سے شامل ہو گیا تھا۔ یہ بوڑھا نجدی کون تھا؟ اس کا نام کیا تھا؟ کب مکہ میں آیا؟ کس راہ سے سفر کر کے پہنچا، مکہ والوں کی قومی مجلس شوریٰ میں کیونکر داخل ہونے میں کامیاب ہوا؟ اسے مشورہ دینے کا حق کیسے دیا گیا؟ یہ شخص ذاتی حیثیت سے آیا تھا یا نجد کے کسی قبیلہ (مثلاً غطفان، ہوازن، سلیم، حطیم)۔ آنحضرتؐ کو اس قبیلہ کی سرکوبی کے لئے مع صحابہؓ سن ۴ ہجری میں نجد تشریف لے جانا پڑا تھا) کا نمائندہ تھا یا مدینہ اور خیبر کے اردگرد آباد یہودیوں کا ایجنٹ تھا؟ تاریخ اس بارے میں آج تک خاموش ہے۔ ممکن ہے جس وقت مسلمان اسرائیلی مملکت پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں اور یہودیوں کی خباثتوں اور شرارتوں کا پرانا ریکارڈ فراہم ہو جائے تو اس پُر اسرار واقعہ کی گمشدہ کڑیوں کا بھی کوئی سراغ مل جائے!۔

ابو جہل کا مشورہ

دار النّدوہ میں متعدد مطالبات پیش کیے گئے۔ بعض نے آنحضرت کو مکہ سے خارج کرنے اور بعض نے نظر بند کر دینے کا مشورہ دیا۔ ابو جہل نے یہ رائے دی کہ ہر قبیلہ کے منتخب نوجوان ایک ہی بار محمد (ﷺ) کا کام تمام کر دیں۔ آل ہاشم کو سب عرب قبائل کے خلاف جنگ کرنے کی جرأت نہ ہو گی۔ اس لئے ہم سب اس کا خون بہا ادا کریں گے۔ قانونی اغراض بھی پوری ہو جائیں گی اور ہمارا "دینِ ابراہیمی" بھی اس نئے مدعی نبوت سے محفوظ ہو جائے گا۔

شیخ نجدی نے ابو جہل کی پرزور تائید کی اور کہا کہ یہ شخص صائب الرائے ہے اور اس کی تجویز قابل عمل بھی ہے۔ اس پر تمام لوگوں نے بہ اتفاق رائے اس کے حق میں ووٹ دیا۔ چنانچہ طبری میں لکھا ہے "وهم مجمعون له" اور "زاد المعاد" کے الفاظ میں "واجتمعوا عليه" یہ ان کا اجتماعی فیصلہ تھا۔

قرآن مجید میں ذکر

قرآن مجید میں اس واقعہ کا ذکر ان الفاظ میں ملتا ہے۔ وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ۔ (الانفال: ۳۱)

یا رسول اللہ! اس وقت کو یاد کرو جب کفار تیرے متعلق تدبیریں کر رہے تھے تا کہ تجھے ایک جگہ محصور کر دیں یا قتل کر دیں یا مکہ سے خارج کر دیں۔ وہ بھی تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ بھی تدبیریں کر رہا تھا اور اللہ تدبیر کرنے والوں میں بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔

وحی کے مطابق ہجرت کی تیاری

ادھر دشمنان اسلام نے یہ سازش کی۔ ادھر خدائے علیم و خبیر نے محمد عربی ﷺ کو بذریعہ وحی اس شرمناک منصوبہ سے آگاہ فرما دیا اور یثرب کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دے دی اور حکم دیا کہ آپ آج کی رات مکہ میں نہ گزاریں۔

حاکم نے مستدرک جلد ۳ میں لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جبرائیل سے پوچھا کہ ہجرت میں میرا ساتھی کون ہو گا؟ جواب دیا ابو بکر صدیقؓ۔ چنانچہ حضور علیہ السلام حضرت ابو بکرؓ کے گھر تشریف لے گئے اور انہیں فرمان خداوندی سے اطلاع دی اور ان کو ہجرت کے جملہ ضروری انتظامات مکمل کرنے اور رات کو تیار رہنے کی ہدایت دے کر اپنے کاشانہ مبارک میں پہنچے اور اسد اللہ الغالب حضرت علیؓ بن ابی طالب کو اہل مکہ کی امانتیں سپرد کر کے ان کو اپنے بستر پر سو جانے کا ارشاد فرمایا۔

مکان مبارک کا محاصرہ

دار الندوہ کی قرارداد کو فی الفور نافذ کرنے کے لئے مختلف قبیلوں کے چنیدہ جنگجو اور مسلح نوجوانوں نے شہنشاہ نبوت کو گھیرے میں لے لیا تا کہ آپؐ جونہی باہر آئیں حملہ کر کے قتل کر دیا جائے۔ ان ظالموں نے جو اپنے ناپاک ارادہ کو جلد تر مکمل کرنا چاہتے تھے آنحضرت ﷺ پر پتھر بھی پھینکے۔ جیسا کہ مسند احمد بن حنبل میں بروایت حضرت ابن عباس منقول ہے (الفتح الربانی جلد ۲۰ ابواب هجرت النبی)۔ حضرت علامہ حسین بن محمد الدیار بکری سمہوزی (متوفی ۹۶۰ھ) وفاء الوفاء باخبار دار المصطفی جلد اوّل صفحہ ۱۶۹ پر لکھتے ہیں کہ:

دوران محاصرہ بد بخت لعین ابو جہل نے طنزاً کہا کہ یہ وہ شخص ہے جو کہا کرتا ہے کہ اگر تم اس کی پیروی کرو گے تو عرب و عجم کے بادشاہ بن جاؤ گے اور آخرت میں تمہیں باغات ملیں گے، جن سے تم کھاؤ گے اور اگر تم پیروی نہیں کرو گے تو دنیا میں ہلاکت کا شکار ہو گے۔ اور قیامت کو آگ میں پڑو گے۔ آنحضرت ﷺ کے کانوں تک یہ بات پہنچی تو آپؐ نے فرمایا:

"ہاں! خدا کی قسم! میں اب بھی یہی کہتا ہوں اور ایسا ہی ہو گا اور تم انہی میں شامل ہو"۔

غار ثور تک

اس مہیب اور خطرناک ماحول میں جبکہ رات کی تاریکی ہر طرف چھائی ہوئی تھی اور مسلح دشمن تلواریں سونتے کھڑے تھے خدا تعالیٰ نے جیسا کہ سورۃ یٰسین میں ذکر ہے ان سب اشقیاء کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اور آنحضرتؐ ان کے سروں پر خاک ڈال کر چلے گئے اور کامل سکون، غیر معمولی وقار اور بے مثال توکل کے ساتھ مکہ کی پیاری گلیوں میں سے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ہاں پہنچے اور کچھ وقت ان کے ہاں ٹھہرنے کے بعد ان کو ساتھ لیا اور یمن جانے والے راستہ پر جبل الثور کی طرف چل پڑے۔ (طبقات ابن سعد باب ہجرۃ النبیؐ تالیف علامہ محمد بن سعد (۱۶۸ھ تا ۲۳۰ھ) جو مکہ سے قریباً ساڑھے پانچ میل کے فاصلہ پر ایک اونچا پہاڑ ہے جس کی چوٹی سے بحر احمر بھی صاف دکھائی دیتا ہے۔ (امراۃ الحرمین جلد ۱ تالیف ابراہیم رفعت پاشا طبع اول ۱۹۲۵ء)۔

آنحضرتؐ اور آپؐ کے ساتھی پہاڑ کے دشوار گزار پرپیچ اور کھردرے پتھروں میں سے ہوتے ہوئے اس کی بلند چوٹی تک پہنچے اور پھر اس میں واقع غار ثور میں داخل ہو گئے۔

حفاظت کے لئے غیبی سامان

بانی جماعت احمدیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اللہ جل شانہ نے اپنے نبی معصومؐ کے محفوظ رکھنے کے لئے یہ امر خارق دکھلایا کہ باوجودیکہ مخالفین اس غار تک پہنچ گئے تھے جس میں آنحضرت ﷺ مع اپنے رفیق کے مخفی تھے۔ مگر وہ آنحضرت ﷺ کو دیکھ نہ سکے کیونکہ خدائے تعالیٰ نے ایک کبوتر کا جوڑا بھیج دیا جس نے اسی رات غار کے دروازہ پر آشیانہ بنا دیا اور انڈے بھی دے دئے اور اس طرح اذن الٰہی سے عنکبوت نے اس گھر پر اپنا گھر بنا دیا جس سے مخالف لوگ دھوکہ میں پڑ کر ناکام واپس چلے گئے"۔ (سرمہ چشم آریہ صفحہ ۶۶)

مندرجہ بالا معجزے کا ذکر تاریخ اسلام کے جملہ قدیم ماخذوں میں موجود ہے۔ خدائی حکمتوں اور قدرتوں کی بھی کیا شان ہے کہ اس نے شہ لولاکؐ کی حفاظت کا کام تار عنکبوت جیسی کمزور چیز سے لے کر دکھلا دیا اور زوروں والے بے نیل مرام پلٹ آئے۔ فتبارك الله احسن الخالقين

کمال شجاعت اور عدیم المثال توکل

دنیائے اسلام کے لئے یہ ایک انتہائی نازک

اور سنگین مرحلہ تھا جہاں سے یا تو اسلامی حکومت کی بنیاد پڑنے والی تھی یا اس کا خاتمہ ہونے والا تھا۔ خون کا پیاسا دشمن غار پر آن پہنچا اور مختلف قسم کی تدبیریں کرنے لگا تھا۔ بعض کہتے تھے کہ اس غار کی تلاش کرو کیونکہ نشان پا یہاں تک آ کے ختم ہو جاتے ہیں لیکن ان میں سے بعض کہتے تھے کہ یہاں انسان کا گزر اور دخل کیسے ہو گیا؟ مکڑی نے جالا تنا ہوا ہے، کبوتر نے انڈے دئے ہوئے ہیں۔ اس قسم کی آوازیں اندر پہنچ رہی تھیں اور حضور صاف ان کو سُن رہے تھے۔ اس عالم میں حضرت ابو بکرؓ صدیق نے عرض کی کہ یارسول اللہ! اب تو دشمن سر پر آ پہنچے ہیں اور اگر کسی نے ذرا نیچے نگاہ کی تو وہ دیکھ لے گا۔ لیکن آنحضرت ﷺ کا کمال شجاعت دیکھو! کہ دشمن سر پر ہے مگر آپؐ اپنے رفیق صادق سے فرماتے ہیں لَا تَحزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (توبہ: ۴۰)۔ کچھ غم نہ کھاؤ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

غار ثور سے روانگی

احادیث صحیحہ اور تواریخ کی یقینی اور قطعی شہادت کے مطابق ہمارے آقا محمد عربی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم (فداہ ابی وامی) تین راتیں غار ثور میں پناہ گزیں رہے اور چوتھے روز علی الصبح مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔

غار ثور سے آنحضور ﷺ کی روانگی کس تاریخ کو عمل میں آئی؟ اس بارہ میں بہت اختلاف ہے اور کتب سیر و تواریخ اور روایات و اقوال کی بنیاد پر حتمی رائے قائم کرنا مشکل ہے۔ البتہ دسویں صدی ہجری کے نامور مؤرخ اور فقیہ حضرت الشیخ حسین بن محمد نے اپنی تحقیق کا نچوڑ درج ذیل الفاظ میں پیش کر کے ہمیں حقیقت کے بہت قریب لا کھڑا کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

"السنة الاولیٰ من الهجرة وهی السنة التی فی الثامن و العشرین من صفرها او فی غرّة ربیع الاول منها وقت الهجرة الی المدینة"۔

(تاریخ الخمیس جلد اول صفحہ ۳۶۳ طبع اول ۱۳۰۲ھ)۔

یعنی ہجرت کا پہلا سال یہ وہ سال ہے جس کی ۲۸ر صفر یا یکم ربیع الاول کو آنحضرت ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ حضرت امام شیخ حسین بن محمد کا یکم ربیع الاول پر ۲۸ر صفر کو مقدم کرنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ان کے نزدیک ۲۸ر صفر کی تاریخ زیادہ قرین قیاس، صحیح، وقیع اور مستند ہے۔

اب اگر ہم مصری ہیئت دان اور ماہر فلکیات علامہ محمد مختار پاشا کی مشہور کتاب التوفیقات الالہامیہ کی روشنی میں ۲۸ر صفر سن ایک ہجری کو شمسی تاریخ میں تبدیل کریں تو یہ ۱۱ر ستمبر ۶۲۲ء بنتی ہے۔ اس حساب سے پیغمبر خدا ﷺ ۸، ۹، ۱۰ ستمبر کو غار ثور میں جاگزیں رہے۔ ۷، ۸ ستمبر کی درمیانی شب سفر میں گزری اور ۷ر ستمبر کو دوپہر کے قریب دارالندوہ (با الفاظ علامہ عبداللہ العمادی قریش کے "ایوان حکومت") (ترجمہ طبقات ابن سعد جلد ۱ صفحہ ۱۰۵) میں آپ کو شہید کرنے کا رسوائے عالم فیصلہ کیا گیا۔

سراقہ بن مالک کا تعاقب

غار ثور سے روانگی کے بعد بنو مدلج کے امیر و رئیس سراقہ بن مالک کے تعاقب کا واقعہ پیش آیا۔ قریش نے آنحضرت کو پکڑنے کے لئے سو اونٹوں کا انعام مقرر کر دیا تھا۔ سراقہ اسی انعام کے لالچ میں مدینہ کی راہ پر گھوڑا دوڑائے چلا جاتا تھا۔ جب وہ اتفاقاً آنحضرت ﷺ کے قریب پہنچا تو حضرت ممدوح کی بددعا سے اس کے گھوڑے کے چاروں سُم زمین میں دھنس گئے اور وہ گر پڑا۔ اور پھر وہ آنحضرت ﷺ سے پناہ مانگ کر عفو تقصیر کے بعد لوٹ گیا۔

تاریخوں میں مزید لکھا ہے کہ آنحضرتؐ نے نہ صرف اسے امن کی تحریر لکھوا کر دی بلکہ اسے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: سراقہ تمہارا کیا ہوگا جب تیرے ہاتھوں میں کسریٰ (شہنشاہ ایران) کے کنگن ہوں گے۔ حضورؐ کی یہ پیشگوئی حضرت عمر فاروق خلیفہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بابرکت عہدِ خلافت میں حیرت انگیز طور پر پوری ہوئی۔ جب ایران پر اسلام کا پرچم لہرایا تو سراقہ کو سچ مچ کسریٰ کے کنگن پہنائے گئے۔ ؎

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

ابو جہل اور سراقہ کی مراسلت

سراقہ بن مالک نے کئی روز تک آنحضور سے ملاقات کا یہ ایمان افروز واقعہ لوگوں پر مخفی رکھا لیکن جونہی آنحضرتؐ کے مدینہ منورہ پہنچنے کی قطعی اطلاع ان کو پہنچی انہوں نے اس کا انکشاف کر دیا۔ جب اس بات کے عام چرچے ہونے لگے تو رؤسائے قریش کو یہ خطرہ پیدا ہو گیا کہ کہیں لوگوں کی بڑی تعداد "صابی" یعنی مسلمان نہ ہو جائے۔ اس پر ابو جہل نے سراقہ کو حسب ذیل دو شعر لکھ بھیجے۔

بنی مدلج انی اخاف سفیهکم
سراقة مستغرٍ لنصر محمدٍ
علیکم به ان لا یفرق جمعکم
فیصبح شتّی بعد عزٍ و مسنود

اے بنی مدلج میں تمہارے احمق سردار سراقہ سے ڈرتا ہوں جو لوگوں کو محمد کی مدد کے لئے برانگیختہ کرنے والا ہے۔ تم پر لازم ہے کہ اپنی جمعیت میں انتشار پیدا نہ کرو۔ ورنہ عزت و سیادت کے بعد تمہارا شیرازہ بکھر جائے گا۔

سراقہ بن مالک نے ان اشعار کا یوں جواب دیا:

اَبَا حَکَمٍ! واللّٰهِ لوکنتَ شَاهِدًا
لِاَمْرِ جَوَادِی اِذْ تَسوخ قوَائِمُهٗ
عجبتَ ولَم تشکك بَانَّ مُحَمَّدًا
رَسُولٌ وبُرهانٌ فمن ذا یُقَادِمُهٗ

اے ابوالحکم! اگر تو میرے گھوڑے کی ٹانگوں کے دھنس جانے کا واقعہ مشاہدہ کر لیتا تو بخدا حیرت زدہ رہ جاتا۔ اور محمد ﷺ کے رسول برحق ہونے میں قطعاً شک نہ کر سکتا۔ آپؐ تو مجسم بُرہان ہیں۔ پس کون ہے جو آپ کے سامنے دم مار سکے۔

(بلوغ الامانی شرح الفتح الربانی ترتیب مسند احمد بن حنبل جلد ۲۰ صفحہ ۲۸۸)

اسی سلسلہ میں مزید لکھا ہے۔

علیك یكف القوم عنه فاننی
اخال لنا یوماً مستبد و معالمه

تجھے چاہئے کہ اپنی قوم کو آپؐ کا مقابلہ کرنے سے روک دے کیونکہ میں خیال کرتا ہوں کہ آنحضرتؐ (کی فتح و ظفر) کے جھنڈے عنقریب لہرانے لگیں گے۔ (ایضا)

قبا میں آمد

آنحضرت ﷺ عسفان، امج، قدید، خرار، جناجہ اور عرج وغیرہ مقامات سے ہوتے ہوئے اور قریباً ڈھائی سو میل کا فاصلہ طے کرنے کے بعد قبا میں جلوہ افروز ہوئے جو مدینہ منورہ سے تین میل پر ایک بالائی آبادی ہے۔ متواتر روایات کے مطابق یہاں حضورؐ کی تشریف آوری ۸ر ربیع الاول سن ایک ہجری مطابق ۲۰ر ستمبر ۶۲۲ء بروز دوشنبہ ہوئی۔

("سیرت خاتم النبیین" از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ۔ طبع جدید۔ صفحہ ۲۶۵،۲۶۴)

قبا میں انصار کے بہت سے خاندان آباد تھے جن میں سب سے ممتاز حضرت عمرو بن عوف کا خاندان تھا۔ اکثر صحابہؓ جو مظالم قریش سے تنگ ہو کر ہجرت کر آئے تھے انہی کے ہاں مقیم تھے۔ آنحضور ﷺ نے بھی از راہ شفقت اسی مبارک خاندان کو شرف مہمان نوازی بخشا۔ قبا میں قیام کے دوران کا قابل ذکر واقعہ مسجد قبا کی تعمیر ہے جو اسلام کی پہلی تاریخی مسجد ہے۔ آنحضرت ﷺ نے بنفس نفیس اس کی تعمیر میں سرگرم حصہ لیا اور دوسرے صحابہؓ کے ساتھ پتھر اٹھائے۔

آفتاب رسالت کا طلوع

مؤرخین اور سیرت نگار اکثر و بیشتر اس رائے پر متفق ہیں کہ آنحضرت کا قبا میں عرصہ قیام صرف چار دن تھا مگر صحیح بخاری میں جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے چودہ دن لکھے ہیں۔ حضرت انسؓ بن مالک کی روایت بھی اس کی مؤید ہے۔

(عینی شرح بخاری جلد ۲ صفحہ ۳۵۴۔ وفاء الوفاء باخبار دارالمصطفی جلد اول)

اس حساب کی رو سے افق یثرب پر آفتاب رسالت کا طلوع ۲۲ر ربیع الاول سن ایک ہجری مطابق ۴ر اکتوبر ۶۲۲ء بروز سوموار ہوا۔ اس قدیم شہر کی بنیاد عمالیق نے رکھی اور اس کی تعمیر کا زمانہ ۱۶۰۰ قبل مسیح اور ۲۲۰۰ قبل مسیح کے درمیان ہے۔

(ارض القرآن صفحہ ۹۹ از علامہ سلیمان ندوی)

والہانہ استقبال

آنحضرتؐ کے داخل یثرب ہونے سے اسلام کے جدید اور انقلابی دور کا آغاز ہوتا ہے۔ یہ مبارک دن مدینہ والوں کے لئے جشن عید سے کہیں بڑھ کر تھا۔ حضور ﷺ کی آمد کا کئی ایام سے نہایت شدت اور بیتابی سے انتظار ہو رہا تھا۔ جونہی آپؐ مدینہ کی سرزمین میں داخل ہوئے، مدینہ کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک خوشی و مسرت کی لہر دوڑ گئی اور پوری آبادی جان و دل فراش راہ کئے استقبال کے لئے امڈ آئی۔ قریباً پانچ سو انصاری بزرگوں نے آگے بڑھ کر آپؐ کے مقدس قافلہ کا پرجوش خیر مقدم کیا۔

اس وقت مسلمان خواتین اور بچیاں اپنے گھروں کی چھتوں پر یہ اشعار گا رہی تھیں۔ ؎

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا
مِنْ ثَنِیَاتِ الْوَدَاع
وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا
مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاع
اَیُّهَا الْمَبْعُوْثُ فِیْنَا
جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاع

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR & MARUTI

P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎2370509

شریف جیولرز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
☎ دوکان: 0092-4524-212515
رہائش: 0092-4524-212300
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

وائیٹل روز کیپسول: مردانہ و جسمانی طاقت بڑھانے کیلئے بھروسے مند دوا۔
لیکونل کیپسول: لیکوریا عورتوں کی کمزوری دور کرنے کیلئے۔
تیار کردہ:
روز فارما
ہردو چھنی روڈ گورداسپور 143521
ROSE PHARMA

یعنی چودھویں کا چاند وداع کے موڑ پر چڑھا ہے اور جب تک خدا کی طرف سے دنیا میں کوئی منادی موجود رہے ہم پر اس کے احسان کا شکر واجب ہے۔ اے وہ جس کو خدا نے ہم پر مبعوث فرمایا ہے تو وہ امر لے کے آیا ہے جس کی پوری اطاعت کی جائے گی۔

پورا مدینہ اس پیارے نغمہ سے گونج اٹھا۔ س دن مسلمان بچوں کی خوشیوں کا بھی کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ وہ گلی کوچوں میں "جاءَ مُحَمَّد" اور "جاءَ رَسُولُ اللّٰه" کے نعرے بلند کر رہے تھے۔ سیدنا بلال کے ہم وطن افریقن غلام بھی اس مقدس تقریب کی مسرتوں میں برابر شامل تھے اور اپنی محبت و عقیدت کے اظہار کے لئے تلوار کے کرتب دکھاتے پھر رہے تھے۔ انصار مدینہ حضورؐ کا پرانوار اور حسین و جمیل اور مبارک چہرہ دیکھ دیکھ کر باغ باغ ہوئے جاتے تھے۔ انہوں نے خدا کا عملی شکر بجا لانے کے لئے اونٹوں اور گائیوں کی قربانیاں دیں۔

(الفتح الربانی جلد ۲۰ ترتیب مسند احمد بن حنبل)

جب حضور شہر کے اندر داخل ہوئے تو ہر شخص کی دلی تمنا تھی کہ حضورؐ اس کے پاس قیام فرمائیں۔ حضور کی اونٹنی قصوا بنی نجار کے محلہ میں پہنچی۔ اس جگہ بنو نجار کے قدوسی ہتھیاروں سے سجے ہوئے قطار در قطار آپ کے استقبال کے لئے کھڑے تھے اور ان میں سے ہر ایک خواہشمند تھا کہ کاش اس کو حضورؐ کی میزبانی کا اعزاز نصیب ہو جائے۔ یہ ذوق و شوق اب ایسے نقطۂ عروج پر پہنچ گیا کہ بعض عشاق رسول فرط عقیدت اور جوش محبت میں آپؐ کی اونٹنی کی باگوں کو پکڑ لیتے تھے اور التجا کرتے کہ آقا ہمارے گھر حاضر ہیں۔ حضورؐ ان کے اخلاص کو دیکھتے اور "بارَكَ اللّٰهُ فِيكُم" کے دعائیہ کلمات سے ان کا شکریہ ادا کرتے۔ نیز فرماتے "میری اونٹنی کو چھوڑ دو"، یہ اس وقت مامور ہے۔ رفتہ رفتہ اونٹنی آگے بڑھی اور تھوڑی دیر میں خراماں خراماں چلتے ہوئے جب اس جگہ میں پہنچی جہاں بعد میں مسجد نبوی اور حضورؐ کے حجرے تعمیر ہوئے تو وہاں بیٹھ گئی۔ پھر فوراً اٹھی اور آگے کی طرف چلنے لگی۔ مگر چند قدم جا کر پھر لوٹ آئی اور دوبارہ اسی جگہ پر بیٹھ گئی جہاں پہلے بیٹھی تھی۔ اس وقت حضورؐ نے فرمایا:

"هٰذا اِنشاءَ اللّٰهُ المَنزِل"

یعنی معلوم ہوتا ہے کہ خدائی مشیت کے مطابق یہی ہماری منزل ہے۔

اور پھر دعا کرتے ہوئے اونٹنی سے نیچے اتر آئے اور یثرب کو اپنے مبارک قدموں سے برکت بخشی۔ (وفاء الوفاء صفحہ ۱۸۳،۱۸۷) اور یہ مقدس شہر مدینۃ النبیؐ کے نام سے موسوم ہونے لگا۔

خادم الرسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان خوش نصیبوں میں سے تھے جنہوں نے اس دن خدا کے رسول، نبیوں کے سرتاج اور رسولوں کے فخر محمد مصطفیٰ ﷺ کا شاندار استقبال کیا تھا۔ آپ اس یادگار دن کے پرکیف اور روح پرور نظارے کا نقشہ یوں کھینچتے ہیں کہ:

"فَمَا رَاَيتُ يَومًا قَطُّ اَنوَرَ وَ اَحسَنَ مِن يَومٍ دَخَلَ رَسُولُ اللّٰه ﷺ وَ اَبُوبَكرٍ المَدِينَةَ"۔

(الفتح الربانی جلد ۲۰)

میں نے اپنی زندگی میں اس دن سے زیادہ نورانی اور حسین دن نہیں دیکھا جس دن آنحضرت ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ نے مدینہ میں قدم مبارک رکھے۔

پھر فرماتے ہیں:

"لَمَّا خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِن مَكَّةَ اَظلَمَ مِنهَا كُلُّ شَيءٍ فَلَمَّا دَخَلَ المَدِينَةَ اَضَآءَ مِنهَا كُلُّ شَيءٍ"۔ (وفا الوفاء صفحہ ۱۸۷)

"وَاللّٰهِ لَقَد اَضَآءَ مِنهَا كُلُّ شَيءٍ"۔ (ایضاً)

یعنی جس وقت حضرت رسول اللہ ﷺ مکہ سے نکلے تو ہر چیز تاریک ہو گئی۔ مگر جب آپ داخل مدینہ ہوئے تو خدا کی قسم ہر چیز نور سے جگمگا اٹھی"۔ اور یہ قدیم نوشتہ پورا ہوا کہ:

"جس پتھر کو معماروں نے رد کیا وہی کونے کے سرے کا پتھر ہو گیا۔ یہ خداوند کی طرف سے اور ہماری نظر میں عجیب ہے"۔ (متی ۲۱:۴۲)

وَصَلِّ اللّٰهُ عَلَيكَ يَا رَسُولَ اللّٰه۔

ولادت

خاکسار کے برادرِ نسبتی مکرم عبد الصمد صاحب عثمان آباد کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ۲۰۰۰-۱۱-۲۳ کو لڑکا عطا فرمایا ہے۔ نومولود کا نام حضور انور خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت "عتیق" تجویز فرمایا ہے۔ جو مکرم عبد المجید صاحب مرحوم عثمان آباد کا پوتا اور مکرم عبد العزیز خان صاحب یادگیر کا نواسہ ہے۔ دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و سلامتی کی درازیٔ عمر عطا فرمائے اور نیک صالح خادم دین بنائے۔ آمین۔ نومولود وقف نو میں شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔ (اعانت بدر -/۵۰) (مظفر احمد فضل)

منقولات

کشن گنج میں قادیانیوں کی سرگرمیوں پر اظہار تشویش

کشن گنج ۳۰ر اکتوبر (سید نظیر الحسن) ضلع کشن گنج میں ان دنوں قادیانیوں (احمدیوں) کی سرگرمیاں بہت بڑھ گئی ہیں۔ اس فرقہ سے تعلق رکھنے والے افراد ضلع کے دیہی مسلمانوں کو جن میں بیشتر کی دینی اور علمی صلاحیت واجبی سی ہے گمراہ کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ اس مقصد کیلئے شہر کے حلیم چوک پر احمدیہ مسلم جماعت کے نام سے ایک دفتر بھی قائم ہو گیا ہے۔ اور اس سے تعلق رکھنے والے افراد گاؤں گاؤں گھوم کر تعلیم کے نام پر لوگوں کے عقائد کو خراب کر رہے ہیں۔ اور انہیں قادیانی عقیدہ قبول کرنے کی ترغیب دے رہے ہیں۔ مقامی مسلمانوں کو قادیان میں مفت خوراک و رہائش اور تعلیم کی بھی لالچ دی جاتی ہے۔

یاد رہے کہ ایک سال قبل اسی ضلع کے لوہا گاڑا اور دیگر دیہاتوں کے بھولے بھالے اور نیم خواندہ مسلمانوں کو ترغیب دے کر انہیں قادیانی بنا دیا تھا۔ اور ان کے بچوں کو تعلیم کے بہانے قادیان بھی لے جایا گیا تھا۔ جب یہ خبر عام ہوئی تو بہادر گنج میں جمعیت علماء ہند کے زیر اہتمام ایک ختم نبوت کانفرنس منعقد کی گئی جس سے مولانا اسد مدنی کے علاوہ دیگر متعدد علماء دیوبند نے بھی خطاب کیا تھا۔ اسی موقع پر ائمہ مساجد کیلئے سہ روزہ تربیتی کیمپ کا انعقاد بھی عمل میں آیا تھا۔ اسی موقع پر جو لوگ قادیانی ہو گئے تھے ان کو دوبارہ کلمہ پڑھایا گیا اور ان کے بچوں کو قادیان سے واپس بلا کر ان کی تعلیم کا مناسب بندوبست کیا گیا۔ اب ایک سال کے بعد پھر وہی صورت حال پیدا ہوئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ قادیانیت کے سلسلہ میں جو پروگرام طے ہوا تھا اس پر بخوبی عمل نہیں ہو رہا ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ احمدیہ فرقہ کے نائب امیر شریف عالم اس ضلع میں ڈیڑھ سال قبل بی آر ڈی اے کے عہدے کے ڈائریکٹر فائز تھے۔ اب ان کا تبادلہ پٹنہ ہو گیا ہے اور وہ وہاں سے ہی پورے بہار میں قادیانیت کے فروغ کی کمان سنبھالے ہوئے ہیں۔

(روزنامہ قومی تنظیم ۳۱ر اکتوبر ۲۰۰۰ ـ مرسلہ مکرم شیخ محمد علی صاحب مبلغ سلسلہ کشن گنج بہار)

پاکستان میں ایک فتوے کے بعد لوگ تجدید نکاح کیلئے دوڑ پڑے

اسلام آباد 29 ستمبر (ڈی پی اے) پاکستان میں ایک تاجر کی نماز جنازہ میں شریک سینکڑوں لوگ اس وقت اپنی بیویوں سے تجدید نکاح کیلئے دوڑ پڑے جب ایک مفتی نے اعلان کیا کہ نماز جنازہ کے دوران زبان کی ایک لغزش سے ان کے نکاح فسخ ہو گئے ہیں۔ یہ خبر روزنامہ جنگ نے شائع کی مفتی محمد طیب سلیم نے جو سرگودھا کے مفتی ہیں کہا کہ امام نے نماز جنازہ کے دوران قرآن کی ایک آیت غلط پڑھی اور اس کے وہ معنی نکلے جو کفر عائد کرتے ہیں لہٰذا جن مقتدیوں نے "آمین" کہا ان پر کفر عائد ہو گیا اور اس طرح ان کا نکاح فسخ ہو گیا اسلام مومن اور کافر کے نکاح کو جائز نہیں قرار دیتا۔ مفتی سلیم کے فتوے سے نماز جنازہ میں شریک لوگ پریشان ہو گئے اور ان کیلئے اس کے سوا کوئی راستہ نہیں تھا کہ وہ تجدید ایمان اور تجدید نکاح کریں۔ اچانک کسی نے مفتی صاحب سے جو خود بھی نماز جنازہ میں شریک تھے سوال کیا کہ نماز میں آپ بھی تھے آپ کا کیا ہوگا؟ مفتی صاحب نے جواب دیا میں نے کلمہ کفر پر "آمین" نہیں کہا تھا میں بچ گیا۔ (روزنامہ سیاست ۳۰ ستمبر ۲۰۰۰)

مرسلہ محترم سید جہانگیر علی صاحب آف فلک نما حیدر آباد)

معمولی سی بات کو لیکر دو گرویوں میں پتھراؤ و فائرنگ

نیتو سے ذرا سا پانی گر گیا - اور للو نے شور مچا دیا میرا روزہ ٹوٹ گیا

آگرہ ۹ دسمبر (آر کے وج) تھانہ تاج گنج کے تحت نئی آبادی پکی سرائے میں آج ایک معمولی اختلاف کو لے کر دو گرویوں میں جم کر پتھراؤ اور فائرنگ ہوئی ایک دکان اور ایک مکان نذر آتش کر دیے گئے اس واقعہ میں قریب ایک درجن لوگ زخمی ہوئے ہیں تناؤ کو دیکھتے ہوئے پولیس تعینات کر دی گئی۔ موقعہ پر ملی جانکاری کے مطابق آج دوپہر ڈرے لال راٹھور کی بیوی سکھدیوی اور بیٹی نیتو پبلک نل سے پانی لے کر جب چلنے لگیں تو مٹکے سے پانی چھلک جانے کی وجہ سے تھوڑا سا پانی للو زوجہ جمال الدین کے اوپر گر گیا۔ اس پر للو نے کہا کہ تم نے میرا روزہ خراب کر دیا۔ دونوں میں نوک جھونک ہوئی اور پھر بات مار پیٹ تک پہنچ گئی اسی دوران للو بھاگ کر اپنے گھر گئی اور اپنے خاوند کو بلا لائی جمال الدین نے بھی آتے ہی سکھدیوی کو پیٹنا شروع کر دیا نیتو کو تو اتنی بری طرح مارا کہ وہ بے ہوش ہو گئی۔ جب اس کی اطلاع دوسرے فریق کو ملی تو وہ بھی لڑنے پر آمادہ ہو گئے دونوں گروپ آمنے سامنے۔ لڑنے کیلئے تیار ہو کر کھڑے ہو گئے کچھ دیر کیلئے وہ جگہ پانی پت کا میدان لگنے لگی پہلے پتھراؤ شروع ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے بھیڑ میں بھگدڑ مچ گئی دکاندار دکانیں بند کر کے بھاگنے لگے ہر طرف چیخ و پکار بچاؤ بچاؤ کی آوازیں آ رہی تھیں۔ اس دوران کچھ لیڈروں نے بیچ بچاؤ کرانا چاہا لیکن کسی فریق نے کسی کی بات نہ سنی اس پر لیڈر لوگ بھی پتھراؤ سے بچنے کیلئے آس پاس جہاں جگہ ملی چھپ گئے موقعہ پر پولیس موجود نہ ہونے کی وجہ سے پتھراؤ کے بعد فائرنگ شروع ہو گئی اس بیچ کچھ لوگوں نے راجو لارڈر وا کی دکان اور مکان کو آگ لگا دی۔ بعد دوپہر تک علاقے میں کشیدگی رہی فورس تعینات کر دی گئی جب بھی لوگوں نے گھروں سے باہر نکلنے کی کوشش کی پولیس نے لاٹھیاں پٹخا کر انہیں اندر ہی رہنے پر مجبور کر دیا۔ بعد میں دونوں فرقوں کے سیانے لوگوں کی میٹنگ ہوئی جنہوں نے دونوں لڑنے والے گرویوں میں سمجھوتہ کروا دیا کسی بھی فریق نے پولیس میں رپورٹ درج نہیں کرائی تاہم یہ پتہ نہ چل سکا کہ للو کے روزے کا کیا بنا کیا وہ واقعی ٹوٹ گیا یا برقرار رہا کسی نے فتویٰ بھی جاری نہیں کیا کہ جسم پر پانی گر جانے یا کپڑے بھیگنے سے روزہ کبھی نہیں ٹوٹتا نہ مکروہ ہوتا ہے۔ (ہند سماچار جالندھر ۲۰۰۰-۱۲-۱۰) (مرسلہ عقیل احمد سہارنپوری انچارج سرکل شولاپور مہاراشٹر)

گلدستۂ درویشان کے وہ پھول جو مرجھا گئے

مکرم عبدالغفور صاحب درویش ریڈیو میکر کا ذکر خیر

از محترم حکیم چوہدری بدرالدین صاحب عامل بھٹہ درویش قادیان

1943ء میں جب جنگ عالمگیر پورے عروج پر تھی اور جہاں یورپ میں میدان کارزار میں اتحادی فوجیں اور نازی افواج دادشجاعت دے رہی تھیں۔ ادھر مشرق بعید کی ایک طاقت جاپان نے مشرقی اقوام پر حملہ کر رکھا تھا اور جاپانی افواج انڈونیشیا، ملایا ،سیام ،برما کو فتح کرنے کے بعد کلکتہ تک بمباری کرنے تک کی جرئت کر رہی تھیں ان ایام میں جاپان سے بھی عینکوں کا سامان آنا بند ہو گیا تھا اس موقع پر مکرم ڈاکٹر عبدالغنی صاحب مرحوم ان کے بھائی بابو محمد صادق صاحب اور خاکسار نے مل کر اوپٹیکل انڈسٹری قادیان میں شروع کی تھی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے چند ماہ میں کام چل نکلا تھا اور خوب شہرت ملی تھی۔ ڈیڑھ سال بعد ڈاکٹر عبدالغنی صاحب اور ان کے بھائی کے درمیان اختلاف ہو جانے کے باعث ان دونوں نے الگ الگ کام کرنے کا پروگرام بنالیا سوال یہ تھا کہ میں کس کے ساتھ رہوں۔ میں نے کہا کہ جب آپ دونوں الگ الگ ہو رہے ہیں۔ تو میں بھی الگ ہو جاتا ہوں لہذا ایک کارخانہ تین حصوں میں بٹ گیا مگر باہمی تعلقات خوشگوار ہی رہے۔ انہی ایام میں ڈاکٹر عبدالغنی صاحب کے بہنوئی نذیر احمد صاحب زرگر بھی قادیان آکر آباد ہو گئے تھے انہوں نے کام میں کافی گنجائش محسوس کر کے اپنا الگ کارخانہ چالو کر لیا تھا۔ اس کام کیلئے ٹرینڈ کاریگر تو مل نہیں سکتے تھے کیونکہ کام بالکل نیا تھا خود ہی کم عمر لڑکوں کو ٹرینڈ کرنا پڑتا تھا کیونکہ بڑوں کی نسبت نوعمر بچے جلد ٹرینڈ ہو جاتے ہیں سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے اطفال کیلئے جو یہ ماٹو تجویز فرمایا۔

"نسل انسانی کی اصلاح صغر سنی میں ہی بہتر ہو سکتی ہے" بڑا ہی پر حکمت ہے واقعی کوئی بھی نئی چیز ذہن میں راسخ کرنا ہو تو نوعمر افراد جلد اس کو قبول کر لیں گے"۔

ہاں تو میں مکرم عبدالغفور صاحب درویش مرحوم کے بارے میں کچھ عرض کر رہا تھا ،آپ کی عمر 13/14 سال کی ہوگی جب نذیر احمد صاحب زرگر نے انہیں اپنی عینکوں کی انڈسٹری میں کام سیکھنے کیلئے ملازم رکھا۔ چونکہ کام ایک ہی نوعیت کا تھا ہم سب کام کرنے والے ایک دوسرے کے اوزاروں سے فائدہ اٹھا لیا کرتے تھے مکرم نذیر احمد صاحب کئی مرتبہ عبد الغفور صاحب کو میرے پاس کوئی اوزار لینے بھجوادیا کرتے تھے میں اس وقت سے محسوس کرتا تھا کہ لڑکا اچھا ذہین ہے۔ یہ 1945 کی بات ہے۔ سال ڈیڑھ سال گذرنے میں ایک طرف جنگ عالمگیر جاپان پر آٹم بم گرانے کے ساتھ یک دم ختم ہو گئی۔ اور جاپان کی مفتوحہ ایشیائی اقوام آزاد ہو گئیں۔ اور ہندوستان میں بھی آزادی کی تحریک زور پکڑ گئی جوں جوں آزادی کا دن قریب آتا گیا۔ فساد اور بدامنی کا دیو کھل کر انسانی خون سے ہولی کھیلنے گیا۔ آخر نوبت ایں جارسید کہ ادھر 14/15 اگست کو دو آزاد مملکتوں کا ظہور ہوا۔ ادھر دنیا کی عظیم ہجرت جس میں اڑھائی کروڑ انسان ہجرت کر کے ہند سے پاکستان اور پاکستان سے بھارت آنے پر مجبور ہو گئے۔ قادیان بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا اور اکثر آبادی کے ہجرت کر جانے پر قادیان میں 313 افراد کو دیار مسیح کی آبادی اور خدمت کیلئے رہنے کی توفیق ملی۔ مکرم عبد الغفور صاحب ان 313 میں شامل تھے۔

لنگر خانہ میں ایک مددگار باورچی کی ضرورت تھی۔ مکرم عبدالغفور صاحب کو 1948 میں ہی اس آسامی پر ملازمت مل گئی اور کئی سال تک آپ بطور مددگار باورچی خدمت بجالاتے رہے۔ بعد ازاں جب حضور انور خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی ہدایت پر تمام دفاتر کی تنظیم نو شروع ہوئی تو مکرم عبدالغفور صاحب کا تبادلہ بطور کارکن درجہ سوم دفتر میں ہو گیا اور اس طرح متعدد دفاتر میں کام کرنے کا موقعہ ملا۔ 1952 تا 1955 کئی باصلاحیت نوجوانوں نے جن کی تعلیم کم تھی۔ رات کو مل کر پڑھنے کا پروگرام بنایا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے میٹرک تک تعلیم مکمل کر لی۔ مکرم عبدالغفور صاحب نے بھی انہی ایام میں میٹرک پاس کیا۔

صدر انجمن احمدیہ نے دریشان کی شادیاں ہو جانے اور متاہل درویشان کے بیوی بچے قادیان آجانے نیز ہندوستان سے بھی کچھ خاندانوں کے قادیان آبسنے کے باعث بجٹ کو ناکافی پا کر درویشوں میں تحریک کی کہ جو درویش کوئی کاروبار کر کے خود کفیل ہو سکتے ہیں۔ وہ اپنے گذارہ کا بار صدر انجمن احمدیہ سے ہلکا کر دیں۔ اس تحریک پر 50/60 افراد فارغ ہو گئے تھے (مراد یہ ہے کہ ان کے گذارہ کا بوجھ صدر انجمن احمدیہ کے بجٹ پر نہ رہا تھا) مکرم عبد الغفور صاحب بھی ان فارغ ہونے والے افراد میں سے تھے آپ نے ریڈیو مکینک کا کام سیکھ کر اپنا گذارہ چلانا شروع کیا اور 1984 تک اپنا گذارہ چلاتے رہے بعد میں ایک مرتبہ دل کا حملہ ہونے کے باعث محسوس کیا کہ اب وہ زیادہ مشقت نہیں کر سکیں گے۔ انہوں نے اپنی دوکان ریڈیو کاروبار فروخت کر دیا اور صدر انجمن احمدیہ سے گذارہ کی درخواست کی جو منظور کر لی گئی اور تا حیات اسی گذارہ پر بسر اوقات کرتے رہے آپ کی اہلیہ چند سال قبل وفات پاچکی ہوئی ہیں ایک لڑکی ہے جو شادی شدہ ہے۔

اپنے حالات کے تعلق میں بتایا کہ وہ ضلع لدھیانہ کے ایک گاؤں کے رہنے والے تھے (گاؤں کا نام معلوم نہیں ہو سکا) یہ گاؤں ضلع لدھیانہ۔ ضلع پٹیالہ اور ضلع فیروز پور کے سنگھم پر واقعہ تھا مجھے ہلکا سا یاد پڑتا ہے کہ غالباً روہٹ نام کا گاؤں تھا "رس" قافیہ سے ملتا جلتا نام تھا۔ اس گاؤں میں احمدیت مکرم منشی عبد اللہ سنوری کے ذریعہ پہنچی تھی۔ آپ اس ایریا میں پٹواری تھے اور آپ کے ذریعہ یہ جماعت قائم ہوئی تھی۔

1947 میں جب قادیان میں رہنے والے درویشان کیلئے افراد کی فہرست مرتب کی گئی تو اس وقت یہ مدنظر رکھا گیا تھا کہ رہنے والے 20 سے چالیس سال تک کی عمر کے افراد ہوں پھر بھی چند ایک نوجوان 17/18 سال کی عمر کے چار نوجوان رہ پڑے تھے ان میں ہی عبدالغفور صاحب بھی تھے باقی تین مکرم مولوی عمر علی صاحب بنگالی مکرم مرزا محمد اقبال صاحب اور مکرم مولوی بشیر احمد صاحب کالا افغاناں ہیں۔

عبد الغفور صاحب کو قبل ازیں دو مرتبہ ہارٹ ٹیک ہو چکا تھا جسم بھی خاصا فربہ ہو گیا تھا۔ اور گذشتہ چند سالوں میں باقاعدہ علاج معالجہ ہو رہا تھا۔ تاہم ایسی کمزوری لاحق نہ تھی چلتے پھرتے تھے۔ مورخہ 12.11.20000 کو رات کو سوئے اور سوتے ہوئے ہی پھر ہارٹ اٹیک ہوا۔ اور قبل اس کے کہ انہیں طبی امداد پہنچائی جاتی داعی اجل کو لبیک کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۱۲/ دسمبر کو ہی محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور احمدیہ قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

اعلان نکاح

مورخہ 22 اکتوبر 2000 کو مکرم کوثرہ شبنم بنت شیخ شریف صاحب آف کیرنگ کا نکاح مکرم حبیب الرحمٰن صاحب مبلغ سکم ابن مکرم عطاء الرحمٰن صاحب آف پنکال کے ساتھ -/35051 روپے حق مہر پر مکرم شیخ ہارون رشید صاحب مبلغ کیرنگ نے پڑھا۔ رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

(اعانت بدر -/50) (ایوب علی خان مبلغ نیپال)

☆۔ خاکسار کی بڑی بیٹی سیدہ عطیۃ القدوس کا نکاح مکرم ناصر احمد خان ابن نور احمد خان صاحب کٹک کے ساتھ -/30501 حق مہر پر مکرم مولوی شوکت انصاری صاحب مبلغ سلسلہ نے 15.10.2000 کو پڑھا رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر -/100 روپے۔ (سید وثیق الدین احمد بھونیشور)

☆۔ مورخہ 18.11.2000 کو محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی نے اسریٰ بیگم صاحبہ بنت محمد اقبال احمد صاحب ساکن ظہیر آباد ضلع میدک آندھرا کا نکاح ہمراہ محمد عظمت اللہ صاحب ولد محمد ظفر اللہ سعیدی مرحوم ساکن شولاپور کرناٹک مبلغ اکیس ہزار روپے حق مہر پر پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کیلئے باعث برکت بنائے آمین۔ (اعانت بدر -/100 روپے۔ (منیجر بدر قادیان)

☆۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مدظلہ العالی نے مورخہ 18.11.2000 کو سونی بیگم بنت برکت علی صاحب ساکن نگاہ ہرڈ ضلع ہمیر پور صوبہ ہماچل کا نکاح ہمراہ محمد اشرف صاحب ولد محمد شفیع صاحب مرحوم درویش ساکن قادیان ضلع گورداسپور مبلغ بارہ ہزار روپے حق مہر پر پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اس رشتے کو دونوں خاندانوں کیلئے باعث برکت بنائے۔ آمین۔ اعانت بدر -/200 روپے۔ (منیجر بدر قادیان)

☆۔ مورخہ 29 اکتوبر کو برادرم طاہر احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ ماندوجن کشمیر نے ہاری پاری گام کشمیر میں عزیزہ راشدہ مبارکہ بنت مکرم منظور احمد صاحب شیخ آف ہاری پاری گام کا نکاح بعوض تیس ہزار روپے حق مہر عزیزم بشارت احمد شاہ ابن مکرم عبدالرحیم صاحب شاہ آف ماندوجن کشمیر کے ساتھ پڑھا۔ اس رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کیلئے درخواست دُعا ہے۔ (سید ناصر احمد ندیم آسنور)

درخواست دُعا

خاکسار کی خالہ محترمہ زلیخہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم عبدالعزیز صاحب استاد تیماپوری کو کچھ دنوں قبل فالج کا حملہ ہوا ہے علاج جاری ہے کچھ افاقہ بھی ہوا ہے۔ محترمہ کی کامل شفایابی کیلئے احباب جماعت سے دُعا کی درخواست ہے۔ (محمد اسحاق آف تیماپور)

دُعاؤں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی | اسد محمود بانی
کلکتہ

BANI®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908 -1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700 072
SHOWROOM: 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236-2096, 236-4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893

دین مُلّا فی سبیل اللہ فساد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانے کے علماء کی تعریف اس طرح فرمائی ہے کہ علماء ھم شرّ من تحت ادیم السماء منھم تخرج فتنۃ وفیھم تعود۔ یعنی ان کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہونگے۔ ہر قسم کے فتنے انہیں میں سے اُٹھیں گے اور انہیں میں لوٹ جائیں گے۔

اس دور کے علماء اس حدیث کی صداقت کا ثبوت فراہم کرنے کیلئے اپنا اولین فرض سمجھ کر آئے دن نئے نئے فتنے کھڑے کرتے رہتے ہیں بس انہیں نیا فتنہ کھڑا کرنے کیلئے کوئی عنوان چاہئے۔ جماعت احمدیہ تو گذشتہ ایک صدی سے ان کی مشق ستم ہے ہی اور احمدیت کے مقابل سارے فرقوں کے علماء ہمیشہ متحد ہوتے رہے ہیں لیکن وقتاً فوقتاً قلوبھم شتّٰی کا مظاہرہ بھی کرتے رہتے ہیں۔

ایسے ہی ایک نئے فتنے کی بنیاد مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کے ماہانہ مجلّہ ''مظاہر علوم'' نے اپنے ستمبر ۲۰۰۰ء کے شمارے کے ذریعہ ''مقلد اور غیر مقلد'' کے عنوان سے ڈالی ہے۔ کسی محمد لقمان صاحب سلفی (غیر مقلد) نے سعودی عرب سے اپنے کسی بہاری ہم مشرب ارشد سلفی کو ایک خط بھیجا ہے جس میں انہوں نے دیوبندیوں اور الیاسی تبلیغیوں کو امت میں پھیلا ناسور قرار دیکر اس کا علاج بھی تجویز کیا ہے۔ اس خط کو ایڈیٹر ''مظاہر علوم'' نے اپنے پرچے میں نقل کر کے اس پر اداریہ لکھ مارا ہے۔ ہم قارئین بدر کی دلچسپی اور تفنن طبع کیلئے دونوں مضامین کی نقولات شائع کر رہے ہیں۔ (ڈاکٹر بشارت احمد صدر جماعت عثمان آباد)

فرقۂ غیر مقلدین

بروز جمعہ ۹/ ذوالحجہ ۱۰ھ عرفات کے میدان میں الیوم اکملت لکم دینکم کی آیت نازل ہوئی یعنی آج دین اسلام مکمل کر دیا گیا۔ اسلام کی تکمیل کے بعد کوئی نیا دین اور نیا فرقہ قطعاً صحیح نہیں ہو سکتا۔ بعد میں بہت سے فرقے پیدا ہوئے جو اپنے کو دائرہ اسلام میں داخل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ان میں سب سے پہلا فرقہ روافض اور شیعوں کا پیدا ہوا۔ جو اپنے کو مؤمن کہتا ہے اور چند کو چھوڑ کر سارے صحابہؓ کو بھی مرتد کہتا ہے اور قرآن کریم کی تحریف کا بھی قائل ہے۔ اس کے مقابلہ میں دوسرا فرقہ خوارج کا پیدا ہوا جو اس کی بالکل ضد ہے، ادھر بیسویں صدی میں ایک انگریزی نبی مرزا غلام احمد قادیانی پیدا ہوا جس نے ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ قادیانی بالاتفاق اسلام سے خارج ہیں مگر وہ زبردستی اپنے کو مسلمان کہہ رہے ہیں اور قادیانیت کی بڑے زور و شور سے تبلیغ کر رہے ہیں۔

ایک نیا فرقہ غیر مقلدین کا رونما ہوا جس کی عمر ابھی ڈیڑھ سو برس سے زیادہ نہیں ہے، یہ فرقہ اپنا نام بالقب تجویز کرنے میں اب تک حیران اور سرگرداں ہے، ان کی حرکات و سکنات کے مطابق باوجود ان کی تمام تر کوشش و کاوش کے کوئی نام صحیح طور سے ان پر منطبق نہیں ہو رہا ہے کبھی یہ اپنے کو موحد کہتے ہیں تو کبھی سلفی اور کبھی اہل حدیث، تعمیر سے زیادہ تخریب کاری ان کا کارنامہ ہے۔ فاروق اعظمؓ اور عثمان غنیؓ کی شان میں گستاخی کرتے ہیں۔ افعال صحابہؓ کی حجیت کے منکر ہیں۔ فقہائے کرام بالخصوص امام ابو حنیفہؒ کی فقہ سے ان کو بیر ہے۔ امام اعظمؒ پر سب و شتم اور رکیک حملے کرنا اپنا طغرائے امتیاز بنا لیا ہے۔ احناف اور علماء دیوبند سے ان کو حد درجہ حسد اور بغض و عداوت ہے وہ سیدھے سیدھے اب ان کو مشرک کہنے لگے ہیں۔

ابھی حال ہی میں ایک غیر مقلد محمد لقمان سلفی کے خط کی نقل ہمارے دفتر کو موصول ہوئی جو اس نے محمد ارشد سلفی نام کے بہار میں رہنے والے کسی شخص کے نام تحریر کیا ہے جس سے انکے عزائم اور انکی تخریب کاری کا نمونہ انہی کے قلم سے اس شمارے میں شریک اشاعت ہے جس سے یہ اندازہ لگانا بھی آسان ہو جائے گا کہ اس فرقہ نے سعودی عرب سے مال و دولت حاصل کرنے کے لئے وہاں سے اپنا مذہبی رشتہ قائم کر رکھا ہے۔ حکومت سعودیہ حضرت شیخ الہندؒ متوفی ۱۳۳۹ھ کا مترجم قرآن کریم لاکھوں لاکھ کی تعداد میں طبع کرا کے تقسیم کراتی تھی، یہ لوگ شدت حسد میں اس کو بند کرا کے ایک غیر مقلد عالم کا ترجمہ اس کی جگہ طبع کروانے لگے، ادھر ان کی ریشہ دوانیاں احناف کے خلاف سخت جارحانہ ہوتی جاری ہی ہیں۔ امت مسلمہ تو آج کل مسلم دشمن طاقتوں کی منصوبہ بند سازشوں کا کچھ زیادہ ہی شکار ہے ایسے میں مسلم اتحاد و اتفاق کی شدید ضرورت ہے مگر یہ فرقہ بجائے اتحاد و اتفاق کے افتراق و انشقاق کی خلیج کو اور وسیع کرتا جارہا ہے، ان کی عداوت اتنی بڑھ گئی ہے کہ اہل حق کو نہایت بے باکی سے مشرک ہونے کی گالیاں دینے لگے ہیں اس لئے مجبوراً فرقہ غیر مقلدین کے بارے میں کچھ وضاحت کرنی ضروری سمجھی گئی۔ اس فرقہ کے بانی ہندوستان میں دو شخص ہیں پہلے ان دونوں کو دیکھئے۔

بانی اول :- مولوی عبدالحق بنارسی جو عقیدۃً شیعہ تھے تقیہ کر کے سنی بنے ہوئے تھے۔ سید احمد شہید بریلوی متوفی ۱۲۴۶ھ کی جماعت میں شامل ہوئے، جب سید صاحب کو ان کے عقائد کا علم ہوا تو اپنی جماعت سے نکال دیا۔ نکالے جانے کے بعد اپنے کو سید صاحب کا خلیفہ مشہور کیا اور ترک تقلید کے پردہ میں بہت سے لوگوں کو گمراہ اور لامذہب بنادیا۔ مولوی عبدالحق کہتے ہیں کہ میں نے عمل بالحدیث کے پردہ میں وہ کام کر دیا جو عبد اللہ بن سبا سے نہ ہوا۔ ہزار ہا اہل سنت کو قید مذہب سے نکال دیا اب ان کا شیعہ بن جانا بہت آسان ہے۔

اصل میں یہ ایک شیعی تحریک تھی جس کی خبر اہل سنت کو نہ تھی واضح ہو کہ عبداللہ بن سبا یہودی اور منافق تھا جو شیعہ مذہب کا بانی ہے، اس کا اصل اور بنیادی مقصد تھا اسلام میں تحریف اور مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنا۔

بانی دوم :- مولوی عبدالحق بنارسی کے بعد اس فرقہ کے شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلوی ہیں جو حضرت شاہ اسحٰق صاحب محدث دہلویؒ متوفی ۱۲۶۲ھ کے شاگرد ہیں، جب غیر مقلد ہوئے تو افعال صحابہؓ کی حجیت کے منکر ہو گئے۔ فقہائے کرام بالخصوص امام ابو حنیفہؒ کی فقہ سے کد ہو گئی۔ امام اعظمؒ کے مطاعن کی تلاش میں شیعہ مجتہد تک پہونچ گئے۔ میاں نذیر حسین صاحب کے بھی شیعہ ہونے میں کوئی شک نہیں ان کے ایک شاگرد کہتے ہیں کہ حنفی المذہب مستحل الدم ہیں، ان کا مال مال غنیمت ہے، ان کی بیویاں ہمارے واسطے جائز ہیں مولوی نذیر حسین صاحب اہل سنت سے تو برگشتہ تھے مگر قادیانیوں کے ہمنوا تھے مرزا غلام احمد قادیانی کے دوست تھے انھوں نے ۱۳۰۲ھ میں مرزا کا نکاح پڑھایا پھر مرزا کی طرف سے بطور ہدیہ پانچ روپے اور ایک مصلیٰ قبول کیا۔

غیر مقلدین کا شیعوں اور قادیانیوں سے رشتہ :- بانی اول مولوی عبدالحق بنارسی تو عقیدۃً شیعہ تھے ہی۔ بانی دوم مولوی نذیر حسین صاحب بھی حنفیت پر طعنہ زنی کی جستجو میں شیعہ مجتہد تک پہنچتے ہیں واضح ہو کہ بہت سے غیر مقلد قادیانی بن گئے۔ مرزا غلام احمد بھی غیر مقلد تھا مولوی عبداللہ چکڑالوی کے استاد ڈپٹی نذیر احمد غیر مقلدیت کی طرف مائل ہوئے تو چکڑالوی پہلے غیر مقلد ہوا پھر منکر حدیث بن گیا اسلم جے راجپوری کے والد غیر مقلد تھے، اسلم جے راجپوری غیر مقلدیت میں اتنا آگے بڑھے کہ منکر حدیث بن کر شیعوں کے نظریہ کے ہمنوا بن گئے۔ نیاز فتحپوری پہلے غیر مقلد تھا پھر انکار حدیث سے لامذہب ہو گیا۔ ملت اسلامیہ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ قادیانی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں مگر غیر مقلدین قادیانیوں کو کافر نہیں کہتے ان کے پیشوا مولانا محمد حسین بٹالوی نے سیالکوٹ کی عدالت میں حلفیہ بیان دیا کہ میرے نزدیک بلکہ فرقہ اہل حدیث کے نزدیک احمدی کافر نہیں ہیں۔ واضح ہو کہ بیشتر قادیانی پہلے مذہباً غیر مقلد تھے اب بھی قادیانیوں اور غیر مقلدوں کے امتیازی مسائل ایک ہی جیسے ہیں۔ اعتقادات میں بھی دونوں فرقے تقریباً ہم آہنگ ہیں۔ شیعہ اور قادیانی تو اسلام کے کھلے دشمن ہیں پھر غیر مقلدین کا ان سے یارانہ کیوں ہے۔

کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں

ترک تقلید کے اثرات :- تقلید کی پابندی ترک کرنے سے جو آزادی آتی ہے وہ اکثر گمراہی و بد دینی تک پہنچا دیتی ہے۔ اس سلسلہ میں خود غیر مقلدین علما کے تاثرات ملاحظہ ہوں۔

مولانا محمد حسین بٹالوی لکھتے ہیں کہ پچیس برس کے تجربہ سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ تقلید کے تارک بن جاتے ہیں وہ بالآخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں، ان میں سے بعض عیسائی ہو جاتے ہیں۔ اور بعض، لامذہب جو کسی مذہب کے پابند نہیں رہتے۔ اور احکام شریعت سے فسق و فجور تو آزادی کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے ان فاسقوں میں بعض تو کھلم کھلا جمعہ جماعت، نماز و روزہ چھوڑ بیٹھتے ہیں سود و شراب سے پرہیز نہیں کرتے بعض ناجائز طور پر عورتوں کو نکاح میں پھنسا لیتے ہیں... دینداروں کے بے دین ہو جانے کا بہت بڑا سبب یہ بھی ہے کہ وہ کم علمی کی وجہ سے تقلید چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ گروہ اہل حدیث میں جو بے علم یا کم علم ہو کر ترک مطلق تقلید کے مدعی ہیں وہ ان نتائج سے ڈریں، اس گروہ کے عوام آزاد اور خود مختار ہو جاتے ہیں۔ نواب صدیق حسن بھوپالی تحریر فرماتے ہیں کہ : بڑے تعجب کی بات ہے کہ غیر مقلدین کیوں کر خود کو خالص موحد کہتے ہیں اور مقلدین کو مشرک اور بدعتی قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ غیر مقلدین خود تو تمام لوگوں میں سخت متعصب اور غالی ہیں۔ آخر میں لکھتے ہیں کہ غیر مقلدین کا یہ طریقہ کوئی دین نہیں، یہ تو زمین میں فتنہ اور فساد عظیم ہے۔

قاضی عبد الواحد خان پوری کہتے ہیں کہ: اس زمانے کے جھوٹے اہل حدیث، مبتدع، مخالفین سلف صالحین جو حقیقت ماجاء بہ الرسول سے جاہل ہیں وہ مفت میں شیعہ و روافض کے وارث و خلیفہ بنے ہوئے ہیں جس طرح شیعہ، ملاحدہ و زنادقہ نیز منافقین کی حمایت کے لئے باب و دہلیز اور مدخل رہے ان کا حال بھی بالکل اہل تشیع جیسا ہے۔

مذکورہ بالا تحریروں میں غیر مقلد علماء نے غیر مقلدین کے تحت متعصب، غالی، مخالف سلف روافض کا وارث و خلیفہ اور ترک تقلید سے لامذہب ہو جانے کی کھلے دل سے شہادت دی ہے۔

غیر مقلدین کی شناخت :- غیر مقلدین نے چند جزئی مسائل کو اپنی شناخت بنا لیا ہے جن پر برابر شور مچاتے اور مجادلے کا بازار گرم کرتے رہتے ہیں حالانکہ ان مسائل پر حق و باطل کا مدار بھی نہیں ہے، جیسا نماز میں رفع یدین، قرأت خلف الامام، آمین بالجہر، آٹھ رکعات تراویح، ایک مجلس کی تین طلاقیں اور ایک ہاتھ سے مصافحہ وغیرہ، ان مسائل کو اپنے مقام سے بھی اونچا کر دیا ہے۔

اہل حدیث یا متعصب و غالی مقلد :- غیر مقلد اپنے کو اہل حدیث کہتے ہیں اور تقلید کو شرک قرار دیتے ہیں حالانکہ یہ خود غالی اور متعصب مقلد ہیں کسی امام برحق کے مقلد

باقی صفحہ (6 پر ملاحظہ فرمائیں)

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.No 1/57

Subscription
Annual Rs/-200
Fore 20
By Air Pound or 40$ U.S.A
/: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)

☎ (0091) 01872-70757
01872-71702
FAX:(0091) 01872-70105

Vol : 49 Thursday, 28th Dec. 2000 Issue No :52

وقف جدید کے سال 2000 کا اختتام اور سال 2001 کا آغاز

جیسا کہ احباب جماعت کو علم ہے کہ وقف جدید کا سال ۳۱ دسمبر کو ختم ہوتا اور یکم جنوری سے سال نو کا آغاز ہوتا ہے اس وقت ہندوستان میں اکثر تبلیغ کا کام وقف جدید کے تحت ہو رہا ہے جس پر کثیر اخراجات ہو رہے ہیں اس سلسلہ میں سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 27.12.96 کے خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ :۔

''میں اس وقت ہندوستان کی جماعتوں کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ وقف جدید کے کام کو وہاں پر منظم کریں کیونکہ آپ کی اکثر تبلیغ وہاں پر وقف جدید کے ذریعہ ہو رہی ہے بہت سی پھیلتی ہوئی نمرورتیں ہیں جنہیں اللہ کے فضل سے وقف جدید نے سنبھال رکھا ہے اور وقف جدید کے نظام کو باہر سے جو امداد مل رہی ہے کوشش کریں کہ آپ جلد اس بیرونی امداد سے مبرا ہو جائیں''

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خواہش کے مطابق جماعت ہائے احمدیہ بھارت کے افراد جماعت کو چاہئے کہ پہلے سے بڑھ کر اپنے وعدہ جات میں اضافہ کریں اور معاونین خصوصی، صف اول و صف دوئم میں اپنا نام لکھ کر اپنی جماعت کے سیکرٹریان مال / سیکرٹریان وقف جدید کو دائیگی کر کے ممنون فرمادیں نیز حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خواہش کے مطابق جملہ عہدیداران جماعت مبلغین و معلمین اور داعیین الی اللہ سے درخواست ہے کہ وہ نو مبائعین کو بھی چندہ وقف جدید کے نظام میں شامل کریں اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور انور کے منشاء مبارک کے مطابق وقف جدید کی بیرونی امداد سے مبرا ہو کر اپنے پیر پر کھڑے ہونے کی توفیق دے۔(ناظم وقف جدید قادیان)

الیکٹرانکس / ڈش انٹینا ٹریننگ کلاسز

جملہ اُمراء و صدر صاحبان جماعتہائے احمدیہ بھارت کی اطلاع کیلئے تحریر ہے کہ الیکٹرانکس / ڈش انٹینا / گھریلو الکٹریکل کام (Home Appliances) اور نئے ٹرانسفارمر (Transformers) کے بارہ میں ٹریننگ کلاس مورخہ ۱۵ / فروری ۲۰۰۱ء تا ۱۵ / اپریل ۲۰۰۱ء دو ماہ تک قادیان میں منعقد ہو گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

محترم جناب رشید خالد صاحب اور مکرم بشیر الشمس صاحب یہ کلاس لینگے۔ آپ خواہش مند افراد جماعت کی تصدیق کر کے ان کو اس کلاس میں شمولیت کیلئے بھجوا سکتے ہیں۔ درخواست دہندہ کم از کم میٹرک پاس ہونا چاہئے۔ گریجویٹ / B.Sc طلباء کو فوقیت دی جائے گی۔

اس سلسلہ میں قادیان آنے اور واپس جانے کے اخراجات سفر کے ذمہ دار درخواست دہندگان ہی ہونگے۔ قیام و طعام کا جماعتی طور پر انتظام ہو گا۔ البتہ موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں۔ ایسے خواہش مند احمدی احباب داخلہ فارم کیلئے ''نظارت اُمور عامہ'' قادیان کو تحریر کریں۔ اوّل - دوئم آنے والے طلباء کو سمال انڈسٹری (Small Industries) کے سامان انعامات دیئے جائینگے۔

سالانہ اجتماع کے موقعہ پر صنعتی نمائش کا انتظام کیا گیا ہے۔ احباب اس میں ذوق و شوق سے حصہ لیں۔

(ناظر امور عامہ)

QURESHI ASSOCIATES
Manufacturer-Exporter-Importer of Leather, Silk & Cotton garments Leather Accessories, INDIAN Novelties & all kinds of Indian products.
Contact Person :- M. S. QURESHI (Prop)
Tel : 91-11-3282643 Fax : 91-11-3263992
Postal Address :- 4378/4B, Ansari Road
Daryaganj New Delhi-110002
(INDIA)

ESTD:1898
MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES
M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS
NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT
BANGALORE - 560002 INDIA
☎: 6700558 FAX: 6705494

بقیہ صفحہ : (2)

کے ساتھ مکہ میں رہے روئے زمین پر اگر اس احسان و شفقت کی کوئی مثال مل سکتی ہو تو آج اُن دشمنان اسلام کا فرض ہے کہ وہ اس کی کوئی ایک بھی مثال اپنی مقدس کتب سے پیش کریں ورنہ گھر بیٹھے ہوئے اپنے مذہب کی خبر تو نہ لیں اور دوسروں کے مذہب پر کیچڑ اُچھالتے رہیں یہ نہایت آسان بات ہے۔

اس ضمن میں ہم یہ بھی عرض کرنا چاہتے ہیں کہ انسان تو تمام مخلوقات میں ایک بہت اونچی ہستی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:۔

وَلقد کرمنا بنی آدم (بنی اسرائیل ۷۱)

کہ ہم نے بنی آدم کو تکریم بخشی ہے۔

اسلام نے تو جانوروں کے ساتھ بھی حسن سلوک کرنے اور ان کا خیال رکھنے کی تعلیم دی ہے آنحضرت ﷺ کا یہ نہایت پیارا طریقہ تھا کہ بعض سبق آموز واقعات سنا کر بھی صحابہ کی تربیت فرماتے تھے چنانچہ آپ نے ایک مرتبہ ایک پیاسے کتے کو پانی پلانے کا واقعہ یوں بیان فرمایا کہ ایک آدمی راستے پر جا رہا تھا اُسے سخت پیاس لگی وہ ایک کنوئیں پر گیا اور اُس نے پانی پیا جب وہ پانی پی چکا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک کتا مارے پیاس کے گیلی مٹی چاٹ رہا ہے اس شخص نے اُس کتے کو بھی پانی پلا دیا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے اس فعل کو قبول فرمالیا اور اس شخص کو بخش دیا۔

اس طرح بنی اسرائیل کی ایک فاحشہ عورت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک پیاسا کتا پیاس سے کنوئیں کے چکر لگا رہا تھا کہ ایک فاحشہ عورت نے اُسے دیکھ لیا اس نے اپنا جوتا اتار کر اور پانی سے بھر کر کتے کو پلایا اللہ تعالیٰ نے اس نیکی کی وجہ سے اس کو بخش دیا۔

ایک مرتبہ حضور ﷺ ایک انصاری کے باغ میں گئے اس انصاری کا اُونٹ جو وہاں بندھا ہوا تھا حضور ﷺ کو دیکھ کر بلبلایا اور اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے حضور ﷺ اس کے پاس گئے اور اس کے سر کو سہلایا جس پر وہ خاموش ہو گیا حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ یہ اونٹ کس کا ہے ایک انصاری نے بتایا کہ حضور یہ میرا اونٹ ہے آپ نے فرمایا کیا تم کو خدا کا خوف نہیں اللہ تعالیٰ نے تم کو اس اونٹ کا مالک بنا دیا ہے اور یہ شکایت کر رہا ہے کہ تم اس کو بھوکا رکھتے ہو اور مشقت کا کام لیتے ہو۔

اسی طرح آپ نے ایک عورت کا واقعہ بیان فرمایا جس نے بلی پالی تھی اور اس بلی کو بھوکا پیاسا قید کر دیا تھا آپ نے فرمایا کہ اس ظلم کی وجہ سے وہ عورت جہنم میں ڈال دی گئی۔

(مسلم کتاب قتل الحیات)

ایک موقع پر آنحضرت ﷺ ایک سفر میں تھے آپ نے وہاں حمرہ نامی ایک چڑیا دیکھی اس کے ساتھ اس کے دو بچے بھی تھے کسی نے اس کے بچوں کو پکڑ لیا اس پر اس چڑیا نے تکلیف سے اوپر منڈلانا شروع کر دیا جب حضور واپس تشریف لائے تو فرمایا کس نے اس چڑیا کو اس کے بچوں کی وجہ سے پریشان کیا ہے اس کے بچوں کو فوراً واپس لوٹا دو۔

پس وہ وجود رحمت جو نہ صرف تمام انسانوں کیلئے مجسم شفقت تھا اس نے اپنی رحمت و شفقت کا سایہ اپنے دشمنوں تک اور پھر جانوروں تک بھی بڑھایا تھا ایسے مشفق وجود کے متعلق اگر کوئی کہے کہ جو مذہب اس نے پیش کیا ہے وہ انتہا پسندی اور ظلم کا مذہب ہے تو ایسے انسان کو سوائے خائن اور ظالم کہنے کے اور کیا کہا جا سکتا ہے

(باقی) (منیر احمد خادم)

ہفتہ قرآن مجید لجنہ اماء اللہ ھبلی (کرناٹک)

ھبلی میں ۲۲ اکتوبر ۲۰۰۰ء کو جلسہ ہفتہ قرآن مجید منعقد کیا گیا۔ تلاوت عہد نامہ اور نظم کے بعد مکرمہ شمیم سلطانہ، معراج سلطانہ، مبارکہ بیگم صاحبہ، ننھی بو صاحبہ آصفہ پروین، فائزہ نسیم، نعیمہ کوثر اور ناز نے مختلف عنوان پر تقاریر کیں دوران تقاریر نظمیں بھی پڑھی گئیں اس موقعہ پر ناصرات کا بھی جلسہ منعقد ہوا۔ قرآن مجید کے دنیا پر احسانات اور عالم آخرت کے متعلق خاکسار نے تقریر کی۔ پھر دُعا کرائی گئی اور جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ محترمہ معراج سلطانہ صاحبہ نے حاضرین جلسہ کی بسکٹ، چائے سے تواضع کی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ھُبلی کی جماعت میں چار افراد نے احمدیت قبول کیا اور ۹ غیر احمدی احباب نے قادیان کے جلسہ میں شرکت کی۔ احباب جماعت سے دُعا کی درخواست ہے کہ ہبلی میں احمدیت کی خوب ترقی ہو۔ (صدر لجنہ ھبلی کرناٹک)